ماہنامہ الفرقان ربوہ

جنوری 1977ء ☎ 692

خاص نمبر

"مذاہب عالم پر نظر"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث پاکستان کے مبلغین سلسلہ کے درمیان

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

مبلغین کے نام صفحہ 72

پر دیکھیں

سالانہ اشتراک

پندرہ روپے

فی نسخہ قیمت ڈیڑھ روپیہ

جلسہ سالانہ کے امریکی وفد کے چند ارکان

21 دسمبر 1976ء کو امریکی وفد کے اعزاز میں ادارۂ الفرقان کی طرف سے
بیت العطاء میں دعوت چائے دی گئی ——— اسماء کے لئے صفحہ 72 ملاحظہ فرمائیں

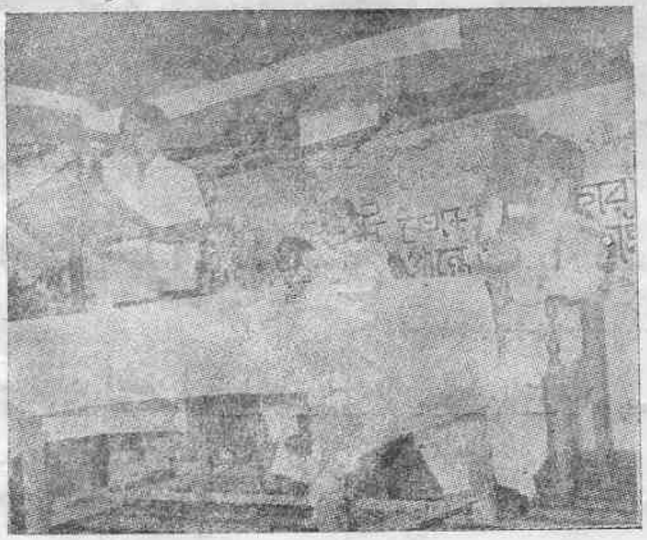

ڈھاکہ بنگلہ دیش میں
جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

حضرت مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش صدارت فرما رہے ہیں اور محترم ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ایم بی بی ایس تقریر کر رہے ہیں ۔

ماہنامہ
الفرقان
ربوہ

ٹیلیفون : ۶۹۲

محرم ۱۳۹۷ ہجری قمری

صلح ۱۳۵۶ ہجری شمسی

جنوری ۱۹۷۷ء

جلد ۲۷ ○ شمارہ (۱)

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

○

اعزازی ارکان مجلسِ تحریر

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب — ربوہ
خان بشیر احمد خان صاحب رفیق، لندن
مولوی عطاء المجیب صاحب راشد، جاپان
مولانا دوست محمد صاحب شاہد، ربوہ

○

منیجر اعزازی

ملک محمد حنیف

○

قیمت فی کاپی

ڈیڑھ روپیہ

○

الفہرست

● شہنشاہ ایران کا ایک کشف (انہوں نے عالم کشف میں امام آخر الزمان کو دیکھا)	ایڈیٹر	صفحہ ۲
● مہدئ ہندی اور اس کا اردو ترجمہ	فارسی کتاب سے ماخوذ	" ۴
● سوالات کے جوابات	ایڈیٹر	" ۶
● تعمیرِ نو (اردو نظم)	جناب ثاقب زیروی صاحب	" ۷
● کِھل رہے ہیں سیاہی شب کی گود میں صبح کے اجالے	(نظم) جناب عبد المنان صاحب ناہید	" ۸
● واقعۂ صلیب کے بعد حضرت مریم صدیقہ کہاں گئیں؟	جناب شیخ عبد القادر صاحب لاہور	" ۹
● محامد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (عربی نظم)	جناب مولوی محمد عثمان صدیقی صاحب ایم اے	" ۱۲
● مکتوب جاپان ۶	جناب مولوی عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد جاپان	" ۱۷
● ماہر القادری کی ہرزہ سرائی کا اعتراف	(دلچسپ اقتباس)	" ۲۲
● اصحاب الفیل (ایک تحقیقی مقالہ)	جناب شیخ عبد القادر صاحب	" ۲۳
● تبلیغی دورہ کا مختصر جائزہ	مولوی منظور احمد صاحب گھنوکی کے رسالہ کا اقتباس	" ۳۶
● اخبارات رسائل کے چند مفید اقتباسات	ادارہ	" ۳۷
● حاصلِ مطالعہ	جناب مولانا دوست محمد صاحب شاہد	" ۴۱
● ہمارا کامیاب ترین جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء	جناب مولانا دین محمد صاحب ایم اے	" ۴۹
● "جان و دلم فدائے جمالِ محمد است" پر تضمین	جناب محمد ابراہیم صاحب شاد	" ۶۴
● میری بچی کی تقریب رخصتانہ	ابو العطاء	" ۶۵
● منظوم دعاء بزبان ء الدین	جناب چوہدری شبیر احمد صاحب	" ۶۶
● چند حاشیہ اشعار	جناب فیض چنگوی صاحب	" ۶۷
● الفرقان (نظم)	جناب نفیس مینائی۔ کراچی	" ۶۸

اداریہ

شہنشاہِ ایران کا ایک کشف

انہوں نے عالمِ کشف میں حضرت امام آخر الزمانؑ کو دیکھا

ہز میجسٹی شہنشاہ ایران جناب محمد رضا شاہ پہلوی نے اپنی مشہور اور مفصّل کتاب Mission for My Co-
untry. مطبوعہ لندن ۱۹۶۱ء میں اپنی چھوٹی عمر کے (جبکہ وہ ولی عہد بن چکے تھے) تین رؤیا اور کشف ذکر فرمائے ہیں۔ پہلے خواب میں آپ نے حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا اور دوسرے میں حضرت عباسؓ کو۔ اور تیسرے کشف میں آپ نے چلتے ہوئے شمیران کے شاہی محل کے علاقے میں دورانِ سیر حضرت امام آخر الزمانؑ کو دیکھا ہے۔ آپ کو اپنے اس کشف پر پورا یقین ہے۔ اس نظارہ کے وقت آپ کے ہمراہ آپ کے اتالیق بھی تھے مگر انہیں یہ نظارہ نظر نہیں آیا۔ ہم شہنشاہ معظّم کو اپنے اس کشف کی صحت پر کامل یقین ہے۔

وہ اس تیسرے نظارہ کو بایں الفاظ ذکر فرماتے ہیں:۔

"The third event occurred while I was walking with my guardian near the royal palace in Shimran. Our path lay along a picturesque cobbled street. Suddenly I clearly saw before me a man with a halo around his head—much as in some of the great paintings, by Western masters, of Jesus. As we passed one another, I knew him at once. He was the Imam or descendant of Mohammed who, according to our faith, disappeared but is expected to come again to save the world.

I asked my guardian, 'Did you see him?'

'But whom?' he inquired. 'No one was here. How could I see someone who was not here?'

I felt so certain of what I had seen that his reply did not bother me in the least. I was self confident enough not to be bothered by what my guardian, older and wiser though he was, might think."

(*Mission for My Country. Page. 55.*)

ترجمہ: "تیسرا واقعہ اس وقت پیش آیا جب میں اپنے اتالیق کے ساتھ شمران کے شاہی محل کے باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ ہمارا راستہ ایک نہایت خوش نما منظر میں پتھروں سے چنی ہوئی پگڈنڈی سے گزرتا تھا۔ اچانک میرے سامنے ایک ایسا وجود ظاہر ہوا جس کے سر کے گرد اسی قسم کا ہالہ تھا جیسے عموماً ہر بن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر میں پیش کرتے ہیں۔ جب ہم ایک دوسرے کے قریب سے گزرے تو اچانک گویا میں نے اس وجود کو پہچان لیا۔ وہ امام محمد یا ان کی اولاد میں سے تھا۔ امام محمد سے مراد وہ امام ہیں جو ہمارے اعتقاد کے مطابق اس دنیا سے غائب ہو چکے ہیں اور دنیا کو نجات دلانے کے لئے جن کے دوبارہ آنے کی توقع کی جاتی ہے۔ میں نے اپنے آتالیق سے پوچھا۔ "کیا آپ نے ان کو دیکھا؟"

"کس کو دیکھا؟" میرے آتالیق نے مجھ سے دریافت کیا۔ "یہاں تو کوئی بھی نہیں تھا۔ میں کیسے اس چیز کو دیکھ سکتا ہوں جو موجود ہی نہ ہو۔"

لیکن مجھے اپنے مشاہدے پر ایسا کامل یقین تھا کہ مجھے ان کے جواب سے مطلق تردد نہ ہوا۔ بہرحال مجھ میں اس قدر خود اعتمادی پیدا ہو چکی تھی کہ میں نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ میرا اتالیق کیا خیال کرے گا۔ ہر چند کہ وہ عمر اور سمجھ میں مجھ سے برتر تھا۔"

قارئین کرام! امام غائب یا امام آخر الزمانؑ کے ظہور کے لئے ساری دنیائے اسلام چشم براہ تھی۔ شیعہ حضرات تو خاص طور پر امام موعود کے لئے بیتاب ہیں۔

آنے والے موعود کا ایران سے خاص تعلق ہے۔ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان الفارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا:۔

"لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ"

یعنی اگر ایمان کہکشاں پر بھی جا چکا ہوگا تب بھی ایک فارسی الاصل انسان اسے وہاں سے لاکر زمین پر قائم کر دے گا۔

یقیناً اس میں الٰہی حکمت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک طرف سرزمین ہند میں ایک فارسی الاصل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی بنا کر مبعوث فرمایا تو دوسری طرف اس نے ایران کے ہونے والے شہنشاہ کو عالم بیداری میں امام موعود کا نظارہ کرا دیا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

مہدیٔ ہندی

گزشتہ سال ایران کے سفر میں دیگر کتب کے علاوہ جناب احمد سروش صاحب کی فارسی کتاب "مدعیان مہدویت" بھی پڑھنے کا موقعہ ملا۔ اس کتاب میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا ذکر "مہدیٔ ہندی" کے عنوان سے درج ہے جسے ہم فی الحال بلا تبصرہ نقل کر رہے ہیں۔ (ابو العطاء)

"غلام احمد قادیانی بسال ۱۸۲۳ میلادی در قادیان پنجاب متولد شد، پدرش دشمن انگلیس بود، خود اہل زہد و تقوی بود و چون قصد ظہور داشت از مشاغل دولتی کنارہ گرفت۔

غلام احمد فارسی و عربی و اردو را خوب میدانست و از ادبیات فارسی نیز اطلاعاتی داشت و مجلاتی بزبانہای مختلف نیز منتشر میکرد و معتقد بود کہ مسیح بہمان نحو کہ در کتب مذکور است کشتہ شدہ و در کشمیر بخاکش سپردہ اند و ظہور خود را ظہور مسیح موعود میدانست و در عین حال خود را موعود جمیع ملل نیز می پنداشت۔

یکی از کرامات و معجزات وی این بود کہ قبلاً جنس فرزندان خود را کہ ذکور اند یا اناث خبر میداد و از قضای روزگار ہموارہ نیز پیشبینی ہای او بہدف اجابت میرسید۔

وی مانند پیغمبر اسلام در چہل سالگی بعثت خود را آشکار کرد و گفت ہمان طور کہ پس از موسیٰ مسیح ظہور فرمود و حقائق توراۃ را بیان کرد، منہم مسیحی ہستم کہ آمدہ ام حقائق قرآن را بیان کنم، وی چند مجلہ بزبان ہای مختلف منتشر میکرد و آراء و عقائد خود را بدانوسیلہ بگوش جہانیان میرسانید۔

جمع نسبتاً بسیاری در قادیان و سائر شہر ہای پنجاب و لمبئی حتی عربستان و آمریکا مہدویت او را پذیرفتہ ایمان آوردند پیروان او راکہ باحمدیہ موسومند تا یکصد و پنجاہ ہزار نوشتہ اند۔

پیروان این مسیح موعود کہ حقائق قرآن و اسلام را بیان میداشت بیمارستانہا و مدارس بسیار ساختند و منشاء کارہای خیر نیز شدند و مساجدی در قندیگا گو و لندن و برلن نیز بنا نہادند۔

پس از مرگ غلام احمد خلیفہ دیگری بانتخاب امت جانشین شد ولی پس از مرگ او میان پیروان

غلام احمد قادیانی تفرقہ افتاد جمعی بریاست فرزندش کہ خلیفۃ المسیح خود را می نامید گردن نہادند و عدۂ دیگری مولانا محمد علی را بخلافت و جانشینی انتخاب کردند۔ پیروان مذہب قادیانی ہنوز ہم در ہند و لاہور باقی ہستند و بیمرفتہ مردمی نیکخواہ و بی آزار شمارند۔

اصل ادعای غلام احمد قادیانی بر مسیحیت و مہدویت استوار بودہ است۔"

(مدعیان مہدویت صفحہ ۷۵-۷۶)

ترجمہ: (حضرت مرزا) غلام احمد قادیانی ۱۸۲۳ میلادی میں قادیان (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد انگریزوں کے دشمن تھے۔ آپ خود صاحب زہد و تقویٰ تھے اور چونکہ (بطور مہدی) ظہور کا ارادہ رکھتے تھے۔ سرکاری فرائض سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔

(حضرت مرزا) غلام احمد فارسی، عربی اور اردو خوب جانتے تھے اور فارسی ادبیات سے بھی روشناس تھے۔ مختلف زبانوں میں رسالہ جات بھی شائع کئے اور اس امر کے قائل تھے (ان کا عقیدہ تھا) کہ مسیح جیسا کہ کتابوں میں مذکور ہے قتل ہو کر کشمیر میں سپرد خاک ہوا اور اپنے ظہور کو مسیح موعود کا ظہور سمجھتے تھے۔ اور ساتھ ہی اپنے آپ کو موعود اقوام (ملل) خیال کرتے تھے۔

آپ کے کرامات و معجزات میں سے ایک یہ تھا کہ پیش از وقت (ولادت) اپنی اولاد لڑکوں اور لڑکیوں کے بارہ میں بتا دیا کرتے تھے اور اتفاقات زمانہ سے ان کی یہ پیشگوئیاں ہمیشہ پوری ہو جاتی تھیں۔

آپ نے پیغمبر اسلام کی طرح چالیس سال کی عمر میں اپنی بعثت کا اعلان کیا اور کہا کہ جس طرح ایسے ہی جیسا کہ موسیٰ کے بعد مسیح نے ظہور فرمایا تھا اور حقائق تورات کو بیان کیا تھا میں بھی مسیح ہو کر حقائق قرآنی کو بیان کرنے کے لئے نازل ہوا ہوں۔

آپ مختلف زبانوں میں چند رسالے شائع کرتے رہے اور ان کے ذریعہ اپنے آراء و عقائد کو اہل جہان کے کانوں تک پہنچاتے رہے۔ نسبتاً ایک کثیر تعداد (بھاری جمعیت) قادیان اور پنجاب کے سارے شہروں میں اور یہی حتیٰ کہ عرب ممالک اور امریکہ میں آپ کے دعویٰ مہدویت کو قبول کرکے آپ پر ایمان لے آئی۔ آپ کے پیرو جو احمدی کے نام سے موسوم ہیں ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں بتائے جاتے ہیں۔ اس مسیح موعود کے پیروؤں نے جو قرآن اور اسلامی حقائق کو بیان کرتا تھا، بڑی تعداد میں ہسپتال اور مدرسے تعمیر کئے ہیں اور عوامی فلاح و بہبود کے شعبے جاری کئے ہیں اور شکاگو، لندن اور برلن میں مساجد بھی تعمیر کی ہیں۔

(حضرت مرزا) غلام احمد کی وفات پر ایک اور شخص جماعتی انتخاب کی رو سے ان کا جانشین بنا لیکن اس کی وفات کے بعد (حضرت مرزا) غلام احمد قادیانی کے پیروان کے درمیان اختلاف رونما ہوا۔ ایک گروہ نے ان کے فرزند جو اپنے آپ کو خلیفۃ المسیح کا نام دیتے تھے۔ کی خلافت کو تسلیم کرلیا اور دوسرے گروہ نے مولوی محمد علی کو خلیفہ و جانشین منتخب کرلیا۔ قادیانی مذہب کے پیرو اب بھی ہندوستان اور لاہور (مراد پاکستان) میں (موجود) ہیں اور بلا مبالغہ نیک اور (صلح پسند) بے آزار لوگ سمجھے جاتے ہیں۔ (حضرت مرزا) غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی بنیاد (مقام) مسیحیت و مہدویت پر رکھی گئی ہے۔

(ترجمہ از جناب چوہدری عطاء اللہ صاحب ایم اے)

سوالات کے جوابات

الفرقان میں باقاعدہ طور پر سوالات کے جوابات کی اشاعت کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ قارئین کرام اپنے سوالات ادارہ الفرقان کو بھجوا سکتے ہیں۔ آئندہ شمارہ سے چند صفحات جوابات کے لئے مخصوص ہوا کریں گے۔ انشاءاللہ

سوال نمبر ۱: ہر نماز میں رکعتوں کی تعداد مختلف کیوں ہے؟ تمام نمازوں کی رکعتوں کی تعداد ایک دوسری سے کم یا زائد کیوں ہے؟

الجواب: نماز ایک روحانی نسخہ ہے۔ نسخہ میں دوا کے قطروں کی تعداد یا وزن کی مقدار ماہر طبیب مقرر کرتا ہے اور وہ ان کی حکمت کو جانتا ہے۔ مریض کے لئے اس حکمت کا جاننا ضروری نہیں بلکہ ممکن ہے کہ وہ اسے سمجھ بھی نہ سکے۔ شارع علیہ السلام نے ہر موقعہ کے مناسب حال رکعات مقرر فرمادی ہیں۔ اس میں ایک ظاہری حکمت تو یہ نظر آتی ہے کہ ہر نماز پوری توجہ اور بیداری سے سمجھ کر ادا کی جائے۔ یونہی غفلت سے ادا نہ ہو۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بالصّواب!

سوال نمبر ۲: فجر، مغرب اور عشاء کی نمازیں امام جہراً پڑھتا ہے جبکہ ظہر اور عصر کی نمازیں وہ سراً پڑھتا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟

الجواب: اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے اور آپ کی پیروی کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ ظہر و عصر میں قرأت سراً پڑھا کرتے تھے باقی تین نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں قراءت جہراً پڑھتے تھے بعد کی رکعتوں میں سراً پڑھا کرتے تھے۔ امت میں حضور علیہ السلام کی پیروی میں یہی طریق جاری ہے اس طریق میں خود بڑی حکمت ہے۔

انسانی طبائع مختلف ہیں۔ بعض طبیعتوں کی توجہ اس وقت بہتر طور پر قائم ہوتی ہے جب وہ خاموشی سے غور کریں اور بعض طبیعتیں آواز کو سن کر پوری طرح متوجہ ہوتی ہیں۔ تلاوت میں سورۃ فاتحہ اور دوسری آیاتِ قرآنیہ پڑھی جاتی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے احکام و نواہی ہیں اس کی صفات کا ذکر ہے جب امام بلند آواز سے قرآن مجید پڑھتا ہے تو بہت سے لوگ اس سے خاص اثر لیتے ہیں اور جب امام خاموشی سے دل میں پڑھتا ہے اور مقتدی بھی دل میں پڑھتے ہیں تو بہت سے لوگوں کی توجہ زیادہ قائم ہوتی ہے۔ اسلامی نماز میں توجہ کا قیام ایک بنیادی چیز ہے جو نماز خشوع سے ادا کی جاتی ہے۔ وہی مقبولِ بارگاہِ ایزدی ہوتی ہے توجہ کے قائم کرنے کے لئے قراءت جہراً و سراً اختیار کی گئی ہے۔

جن نمازوں میں امام جہراً قرأت پڑھتا ہے ان میں

تعمیرِ نو

محترم جناب ثاقب زیروی صاحب لاہور

اُمید کے گلزار کو شاداب کریں گے — اے دل کی زمیں ہم تجھے سیراب کریں گے
اظہارِ جنوں کے لئے ہم چاک گریباں — ہر حال میں پابندیٔ آداب کریں گے
ہر قطرۂ خوں صورتِ خورشید ہے اپنا — تاریک گھروندوں کو سحرتاب کریں گے
تخلیق جو ہوتا ہے محبت کی نظر سے — اُس نغمے کو شائستۂ آداب کریں گے
ہم نظمِ گلستاں کے ہیں اسرار سے واقف — کیوں شکوۂ بے ربطیٔ اسباب کریں گے
موہوم خیالوں پہ یقیں ہم کو نہیں ہے — شرمندۂ تعبیر ہر اک خواب کریں گے
اک شعلہ نیا دیں گے ہر اک پارۂ دل کو — ہر روح کو تاثیر میں سیماب کریں گے

قسمت کے ستاروں کو جگاتا ہے ثاقب
ہم سوئی ہوئی راتوں کو بے خواب کریں گے

مخفی رہے ہیں سیاہیٔ شب کی گود میں صبح کے اُجالے

محترم جناب عبدالمنان صاحب ناہید

نہ سُن سکیں گے نہ کہہ سکیں گے بیاں پہ بندش زباں پہ تالے
حبیب میرے مجھے بتا کیا کریں ترے گیت گانے والے
قریب آتا ہے وقت ساری حقیقتیں آشکار ہوں گی
مخفی رہے ہیں سیاہیٔ شب کی گود میں صبح کے اُجالے
نہ جائیں گی رائیگاں دعائیں عبث نہیں ہیں یہ التجائیں
اثر کریں گی کبھی تو آہیں کبھی تو ہوں گے قبول نالے
کرے گا پوری خدا کسی صاحبِ اولوالعزم کی امنگیں
کبھی تو لائیں گے رنگ وہ ولولے جو ہم نے دلوں میں پالے
نہ جانتے ناآشنائے آب و گیاہ وادی میں کیا کشش ہے
کہ مرغزاروں کو چھوڑ کر ہم نے ڈیرے ربوہ میں آکے ڈالے
الگ تھلگ اس جہاں سے ناہید اپنی محفل ہے اپنا ساقی
خرد سے ناآشنا ہیں میرے جنوں کی توہین کرنے والے

نعتیہ قطعہ

محترم خواجہ عبدالمومن صاحب

حاصل ہو مجھے دونوں جہانوں کا خزینہ
اِک بار اگر آئیں نظر شاہِ مدینہؐ
مل جائے اگر رحمتِ عالمؐ کا سہارا
ہو جائے تلاطم سے مرا پار سفینہ

ایک سوال کا جواب

واقعۂ صلیب کے بعد حضرت مریم صدّیقہ کہاں گئیں؟

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب محقّق لاہور کے قلم سے

—(۱)—

ولیم سمتھ کی بائیبل ڈکشنری میں "مریم" کے عنوان کے نیچے لکھا ہے:۔

"مذہبی اور غیر مذہبی لٹریچر میں شاید ہی کوئی ایسی شخصیت ہوگی جس کے اردگرد روایات کا اتنا تانا بانا بنا گیا ہو اور جس کے سوانح کا حصہ اتنا مختصر ہو جتنا مقدس مریم کا ہے۔"

ان الفاظ سے ایک مؤرّخ کی مشکلات کا اندازہ کیجئے۔ بہرکیف عیسائی آثار کی روشنی میں واقعہ صلیب کے بعد مریم صدیقہ کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔

اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہود نامسعود نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا تو اس وقت حضرت مریم موجود تھیں۔ اور چشم گریاں اس روح فرسا منظر کو دیکھ رہی تھیں۔ اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی والدہ کو اپنے محبوب حواری یوحنّا کی کفالت میں دیدیا۔

(یوحنّا باب ۱۹- آیت ۲۶-۲۷)

واقعۂ صلیب کے ڈیڑھ ماہ بعد حضرت مریم حواریوں کے ساتھ مل کر عبادات میں حصّہ لیتی رہیں۔

(اعمال باب ۱- آیت ۱۴)

"اس کے بعد ہمارے پاس کوئی یقینی خبر نہیں کہ حضرت مریم کہاں گئیں اور نہ ہمیں یہ علم ہے کہ کب اور کس جگہ انہوں نے وفات پائی۔"

(امریکن انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ MARY)

—(۲)—

قرونِ اولیٰ میں حضرت مریم کے بارہ میں عیسائی مختلف الخیال تھے:۔

(۱) بعض سمجھتے تھے کہ یوحنّا حواری جب ایشیا میں گئے تو حضرت مریم ہمراہ تھیں۔ اس روایت سے

حضرت مریم کے افسس (ایشیائے کوچک) میں
جانے اور وہیں وفات پانے کی روایت مشہور ہوئی
(ب) مکاشفات یوحنا عارف میں ابلیس کے حملہ سے
ایک آسمانی عورت کے بچ نکلنے اور بیابان میں ہجرت
کر جانے کا ذکر ہے قرون اولیٰ کے عیسائی سمجھتے
تھے کہ یہ کشف حضرت مریم کی ذات پر منطبق ہوتا ہے
(ج) ایک گروہ یہ سمجھتا تھا کہ حضرت مریم واقعہ صلیب
کے کچھ عرصہ بعد یروشلم میں وفات پا گئیں اور کدرون
مقام پر دفن ہیں (حال ہی میں یہ قبر کھودی گئی اور
خالی پائی گئی)
(د) بعض لوگ یہ سمجھنے لگے کہ وہ شہید ہو گئیں۔
(ہ) آخر میں روایت نے یہ شکل اختیار کر لی کہ قبر سے
نکل کر مریم آسمان پر چلی گئیں۔ اس طرح وہ زندہ
و جاوید ہیں۔ (آج پوپ نے صعود مریم کو عقیدے
میں شامل کر لیا ہے)

(۳)

ان روایات میں سے کونسی روایت صحیح ہے اس
کا فیصلہ مصر کے آثار قدیمہ سے نکلنے والی اناجیل خصوصاً
فلپ اور توما کی انجیل سے ہوتا ہے۔ "فلپ کی انجیل"
عیسائیوں کے باطنی فرقہ نے دوسری صدی میں مرتب کی۔
۱۹۴۵ء میں جب بالائی مصر کے ایک قبرستان سے
باطنی فرقہ کے صحائف کا انکشاف ہوا تو ان میں یہ انجیل بھی
شامل تھی۔ فلپ کی انجیل میں لکھا ہے:۔

"There were three
who walked with the
Lord at all times,
Mary his mother and
his sister and Mag-
dalene, whome they
called his consort.
For Mary was his
sister and his mother
and his consort."

(107:5- P-35)

تین خواتین یسوع کے ساتھ ہر وقت
شریک سفر تھیں۔ مریم اس کی ماں، مریم
اس کی بہن اور مریم مگدینی۔ مؤخر الذکر
خاتون کو لوگ یسوع کی رفیقۂ حیات
بھی کہتے تھے۔

اسی انجیل فلپ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت
کو غلط عقیدہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"Those who say that
Lord died first. and
then rose up is error
for he rose-up first
and then died."

(104:15 P-32)

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح پہلے مرے
اور پھر زندہ ہو گئے غلطی خوردہ ہیں۔ وہ
(موت کے مشابہ حالت سے) پہلے جی

اٹھے پھر (طبعی موت سے) وفات پائی

صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے انہوں نے ایک طرح موت سے ہمکنار ہو کر نئی زندگی پائی اور پھر ان کی کسی وقت وفات ہوئی ؟ ۔ نئی زندگی پھر ان کی والدہ ان کے ہمراہ رہیں۔ قرآن کریم کی آیت۔ **كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ** اور آیت **وَ آوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ** میں یہی اشارہ ہے کہ مریم اور ابن مریم اکٹھے رہے ان کو ایک شاداب سطح مرتفع پر پناہ دی گئی۔

(۴)

جس مٹکے میں باطنی فرقہ نے اپنے صحائف کو دفن کیا تھا اس میں مذکورہ انجیل کے علاوہ توما اور یعقوب کی اناجیل بھی ملی ہیں۔ توما کی انجیل میں لکھا ہے:۔

"حواریوں نے پوچھا ہمیں معلوم ہے
کہ آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ کے
بعد ہمارا امیر کون ہوگا؟ حضرت مسیح
نے فرمایا۔ یعقوب۔ تم نے بہر حال اسی کی
طرف رجوع کرنا ہے۔" (قول ۱۲)

مریم مگدلینی کے متعلق ہے۔

"میں مریم کو اپنے پاس بلا لوں گا (یا اسے
اپنے تئیں کھینچ لوں گا) تاکہ وہ بھی زندہ
مُرد بن جائے۔" (قول ۱۱۴)

(The Gospel According to Thomas)

(۵)

عیسائیوں کے باطنی فرقہ کے صحائف قدیمہ میں واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی موجودگی کا ذکر ہے کہ آپ جی اٹھنے کے بعد ڈیڑھ سال یا ۵۵۰ دن تک حواریوں کے ساتھ رہے۔

دوسری صدی کے بشپ ارینی لیس کے حوالہ سے عیسائی عالم "ویسٹ کاٹ" لکھتے ہیں:۔

"باطنی فرقہ کے لوگ یہ مانتے تھے کہ جی
اٹھنے کے بعد ۱۸ ماہ تک حضرت مسیح
حواریوں کے ہمراہ رہے۔ اس عرصہ میں
تازہ وحی اور مکاشفات سے انہوں نے
حواریوں کو مطلع کیا یہ مکاشفات باطنی
فرقہ کے لٹریچر میں محفوظ ہیں۔"

(An introduction to the study of the Gospels by Westcott. P. 408)

مصر کے آثار سے نکلنے والے صحائف "یعقوب کی انجیل" شامل ہے اس میں لکھا ہے کہ:۔

"۵۵۰ دن تک صلیبی حادثہ کے بعد حضرت
مسیح حواریوں کے ساتھ ہمسفر رہے اس
دوران پطرس اور یعقوب کو آپ نے باطنی
حکمتوں سے روشناس کیا۔"

(Theology of Gospel of Thomas by Gartner. PP. 102, 103.)

عیسائی روایات میں ہے کہ جب یوحنا یروشلم چھوڑ کر ایشیا میں گئے تو حضرت مریمؑ ان کے ہمراہ تھیں۔ یوحنا پہلے ایشیا کے اس حصہ میں گئے جسے پارتھیا کہتے ہیں۔ پھر آپ ایشیائے کوچک میں چلے گئے۔ اس سفر میں اس مقدس امانت کو یوحنا نے اپنے آقا کے سپرد کر دیا۔

جسے صلیب کے اذیت ناک مراحل میں یوحنا کی کفالت میں دے دیا گیا تھا۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ تاریخی قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ بلادِ شرقیہ کے سفر میں حضرت مریم حضرت مسیح علیہ السلام کے ہمراہ تھیں۔

(۶)

انجیل میں پطرس کے نامہ اوّل میں حضرت مریم کی ہجرت کی طرف اشارہ موجود ہے۔ پطرس نے یہ خط بابل سے لکھا جو اس وقت پارتھی حکومت میں شامل تھا اور اسرائیل کے جلاوطنوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ پطرس نے اشارہ کیا ہے کہ حضرت مسیح حادثہ صلیب کے بعد نئی زندگی پاکر نوح کے علاقہ کی قیدی روحوں میں منادی کے لئے گئے۔ اس مکتوب میں پطرس، مرقس اور ان کے بعض شاگردوں کی بابل میں موجودگی کا ذکر ہے۔ ایک برگزیدہ اور محترم خاتون بھی بابل میں پطرس کے ہمراہ ہیں جو کہ مغرب میں عیسائیوں کو سلام بھیجتی ہیں۔

شیعہ کتاب بحارالانوار میں لکھا ہے کہ مریم اور ابن مریم ارضِ کربلا (بابل) سے گزرے۔ انہوں نے حواریوں کے ہمراہ یہاں قیام فرمایا۔ (جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۵)

ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام بلادِ مشرق کے سفر پہ تھے۔ ان کے ہمراہ مریم اور بعض حواری تھے۔ ان قرائن سے ظاہر ہے کہ مقدس پطرس کے خط میں جس مقدس خاتون کا ذکر ہے وہ حضرت مریم ہیں۔

اس باب میں پیٹر بام کی تحقیق قابلِ ذکر ہے۔ پیٹر بام ایک عیسائی سکالر لکھتے ہیں:۔

"ہمیں انجیل کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم اس وقت صلیب کے پاس کھڑی تھیں جب صلیب پر سے یسوع نے اپنے پیارے شاگرد یوحنا کو مخاطب ہو کر کہا۔ "سنو یہ ہے تمہاری ماں۔" اس دن کے بعد یوحنا نے مریم کی نگہداشت و خدمت اپنی ماں کی طرح کرنا شروع کر دی اور انہیں اپنے گھر لے آیا۔ صلیبی واقعہ پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ یروشلم میں یہودیوں کی طرف سے اذیت رسانی شروع ہو گئی۔ یوحنا کا بھائی اس فتنہ میں شہید ہو گیا۔ پطرس کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ ان حالات میں ضروری تھا کہ یوحنا اپنی ماں کی حفاظت کے لئے کوئی قدم اٹھاتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا نے مریم کے ہمراہ یروشلم کو خیرباد کہا۔ یوں اس مقدس امانت کی حفاظت کا انتظام کر دیا جو صلیب پر یسوع نے اس کے سپرد کی تھی۔"

(Early sites of Christianity by Peter Bamm. P. 110-111.)

اسی کتاب میں پیٹر بام لکھتے ہیں کہ واقعہ صلیب کے چار سال بعد یوحنا غائب ہو گئے۔ ۳۷ سے ۴۸ تک یوحنا کے حالات پردۂ اخفاء میں ہیں۔ (صفحہ ۱۱۱)

اعمال فلپ قرونِ اولیٰ کی ایک کتاب ہے

اس میں لکھا ہے کہ پطرس، دوسرے حواری اور یوحنا یروشلم سے نکل کر پارتھیا میں آ گئے تھے۔ یعنی عراق عرب میں دریائے فرات کے پار۔

(اپوکرفل نیوٹسٹامنٹ از ایم آر جیمس۔ ص۲۴۲)

رابرٹ گریوز ایک عظیم سکالر، شاعر، عالم اساطیر لکھتے ہیں کہ حادثہ صلیب سے بچ کر حضرت مسیح پارتھیا میں آ گئے تھے۔ آپ کے بعض شاگرد بھی پارتھیا میں چلے آئے کیونکہ یہاں اسباط یہود آباد تھے۔

(Jesus in Rome. زرین گاسیل و)

قرون اولیٰ کی روایت ہے کہ مریم یوحنا کے ہمراہ ایشیا میں چلی گئیں۔ (اس روایت کا حوالہ آگے آئے گا) ایشیا سے مراد یہاں ایشیائے کوچک لیا جاتا ہے۔ پارتھیا بھی ایشیا میں تھا۔ کیوں نہ سمجھا جائے کہ یوحنا حضرت مریم کو اپنے آقا کے پاس عراق عرب (پارتھیا) میں لے آئے تھے۔

(۷)

مکاشفات یوحنا عارف میں لکھا ہے کہ ایک آسمانی عورت اپنے مقدس فرزند کی پیدائش کے بعد ابلیس کے حملہ کے وقت ایک بیابان میں بھاگ گئی۔ چوتھی صدی میں مقدس ایپی فینیس بڑی شان بے نیازی سے لکھتے ہیں:-

"کتاب مقدس میں نہ مریم کی وفات کا
ذکر ہے نہ عدم وفات کا۔ مریم کی تدفین
کا ذکر بھی ہم نہیں پاتے۔ یہ امر بھی کسی
جگہ مذکور نہیں کہ جب یوحنا نے ایشیا کی
طرف کوچ کیا تو مریم ان کے ہمراہ تھیں
...... مکاشفات یوحنا عارف میں
لکھا ہے کہ اژدہا اس خاتون کی طرف لپکا
جس نے ایک نرینہ بچے کو دنیا میں جنم دیا
تھا۔ اس حملہ کے وقت اس خاتون کو
شاہین کے پر عطا ہوئے تاکہ وہ بیابان
کو بھاگ جائے اور اژدہا اسے اپنی گرفت
میں نہ لے سکے۔ ممکن ہے یہ سب کچھ مریم
کی ذات میں پایۂ تکمیل پہنچا ہو۔ تاہم
میں حتمی اور قانونی طور پر اس کی تصدیق
نہیں کرتا۔ میں اس امر کا بھی اعلان نہیں
کروں گا کہ مریم زندہ جاوید ہے اور نہ
ہی میں اس کی وفات کا فیصلہ کروں گا
میرے خیالات میری ذات تک محدود
رہیں گے۔ میں ان کا افشا نہیں کروں گا"

(The Book of Mary by H. Deniel PP. 135, 136.)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ آبائے کلیسا بعض مصالح کی بنا پر صحیح روایت بتانے سے گریزاں ہیں۔ ہجرت کا ذکر کرتے ہیں اور پھر اپنے عجز کا اظہار شروع کر دیتے ہیں بہرحال بین السطور سے ظاہر ہے کہ وہ بیابان میں ہجرت والی روایت کے قائل ہیں۔ ایشیا میں ہجرت والی روایت کا بھی ذکر ہے۔

(۸)

مشرق میں حضرت مریم کہاں مدفون ہیں؟ حضرت مسیح علیہ السلام کا مقبرہ تو سرینگر میں ہے مگر کشمیر کے شمال میں کاشغر میں "مزار مریم" بھی موجود ہے کہ جو مری میں

ایک قدیم مزار ہے جس پر اس پہاڑ کا نام کوہ مری رکھا گیا۔
شاید وہ بھی تین مریم نامی خواتین میں سے کسی ایک کا ہے۔
پروفیسر نکولس رورچ اپنے سفرنامہ ایشیا میں لکھتے ہیں:۔

"کاشغر سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر
مزارِ مریم کے نام سے ایک مقبرہ موجود
ہے۔ یہ قبر مقدس کنواری یعنی والدہ
حضرت مسیح ناصری کی طرف منسوب ہے
روایت بتاتی ہے کہ صلیبی حادثہ کے بعد
مریم یروشلم سے کاشغر میں آئیں جہاں
وہ وفات پا گئیں اور ان کا مزار بنایا
گیا۔ یہ مقام آج کے دن تک زیارت
گاہِ خلائق ہے"

(Heart of Asia. P. 69.)

بائیبل میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل ارض "سینیم"
یعنی چین میں آباد ہیں۔ (یسعیاہ ۴۹/۱۲)
کشمیر اور اس کے شمال میں چین کا صوبہ سنکیانگ
بنی اسرائیل کی آماجگاہ تھا۔

(Jesus in Rome. P. 84)

ان کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں حضرت مسیح
علیہ السلام کا ان علاقوں میں آنا ضروری تھا۔ انہی علاقوں
میں مریم اور ابنِ مریم کے دفن ہونے کا ذکر اُن کے مزاروں
کا ملنا اس تحقیق کا معراج ہے کہ چودھویں صدی کے
مامور زمانہ نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کی صورت
میں پیش کی۔ جس کی بنیاد قرآنِ حکیم کی آیتِ کریمہ
وَآوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ہے

اس عظیم الشان تحقیق کی تائید میں مزید دو حوالے
ملاحظہ ہوں۔

(۹)

بھوشیہ پران میں لکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح ایک غیر
ملک سے ہجرت کر کے ہمالہ دیش میں آگئے تھے۔ یہاں آسمانی
صحائف کی طرف دعوت دیتے تھے۔
ہندوستان کے ایک بادشاہ سے گفتگو ملاحظہ ہو۔

"میری ولادت ایک کنواری کے بطن
سے ہوئی (اس لئے) مجھے فرزندِ خدا
جانو۔ میں غیر قوم کے مذہب کا مبلغ
ہوں۔ سچائی کا پیروکار اور راستی پر
قائم ہوں..... جب حق معدوم ہو
گیا اور ایک غیر قوم میں تمام اخلاقی
اقدار کا خاتمہ ہو گیا تو میں مسیحا کے بطن
میں ظاہر ہوا..... جس مذہب کو میں
کافروں کے سامنے پیش کرتا ہوں وہ
نوع البشر کے تزکیہ، گناہ آلود جسم کی
تطہیر اور مناجات نیز نگمہ (آسمانی
صحائف) کی طرف رجوع کی تلقین ہے۔"

آخر میں ہے کہ ساکا راجہ نے عیسیٰ مسیح کو (ایک جاگیر عطا
کر کے) پورے طور پر بسا دیا۔ ہمالہ دیش کے اس حصہ میں
جہاں غیر قوم کے لوگ بسے ہوئے تھے۔ (ملاحظہ ہو رابرٹ
گریوز کی کتاب Jesus in Rome P. 76/77

اس پہاڑ پر حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اُن
کی والدہ تھیں یا نہیں؟ اس کیلئے دوسرا حوالہ ملاحظہ ہو۔

(۱۰)

قرنِ اوّل میں نصیبین و ایڈیسہ میں سُریانی کلیسا قائم ہو گئی تھی اس کی تحویل میں جو لٹریچر تھا اس میں اعمالِ توما یعنی ہندوستان میں توما کی تبلیغی مہمات اور ۱۰۵ اشعار پر مشتمل ایک سُریانی نظم ہے۔ اعمالِ توما میں لکھا ہے کہ یہ نظم ٹیکسلا اور شمال مغربی ہند کے عیسائی پڑھا کرتے تھے اس نظم کا مضمون یہ ہے کہ دور مشرق میں کوہ ورقان کی بلندیوں پر بادشاہوں کے بادشاہ، خاتونِ مشرق اور دوسرے درجہ پر مامور ایک فرستادہ، ہمارے بھائی کی حکومت ہے (مراد اللہ تعالیٰ، مریم اور ابنِ مریم ہے) ورقان کے معنے سرسبز و شاداب کے ہیں۔ یہ وہ بلند جگہ ہے جسے قرآنِ حکیم میں "رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ" کہا گیا۔ (اس نظم کے لئے ملاحظہ ہو۔ دی اپاکرِفل نیو ٹسٹامنٹ میں اعمالِ توما از ایم آر جیمیز صفحہ ۴۱۱ تا ۴۱۵)

حرفِ آخر

ان حوالوں سے اصل حقیقت پورے طور پر منکشف ہو جاتی ہے قرآنی صداقتوں کے ظہور کا یہ زمانہ ہے۔ قرآنِ حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ:۔

- حضرت مسیح علیہ السلام پیدائش، طفولیت جوانی، کہولت اور وفات کے ادوار سے گزرے ہیں۔ بعث بعد الموت کا مرحلہ باقی ہے
- وہ رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ تھے۔
- جہاں گئے ان کی برکات پھیلتی گئیں
- مریم اور ابنِ مریم زندگی بھر اکٹھے رہے، ماں بیٹا دونوں ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے رہے
- وہ دونوں خدا تعالیٰ کا نشان اٰیَةً لِّلّٰه تھے۔ ان کو مصیبتِ عظمیٰ سے نجات دے کر ایک سطحِ مرتفع پر پناہ دی گئی۔ سرسبز و شاداب جاری چشموں والی جگہ۔

ان صداقتوں کی طرف مذکورہ بالا حوالوں میں لطیف اشارے موجود ہیں۔

معاونینِ خصوصی

الفرقان کے آئندہ پنجسالہ دور کے لئے معاونینِ خصوصی کی تحریک جاری کی گئی ہے۔ ایسے احباب کو پانچ سال تک رسالہ بھی ملتا رہے گا۔ انشاء اللہ! نیز ان کے لئے دعا کی درخواست کے ساتھ ان کے نام ہر ماہ رمضان المبارک میں شائع کئے جائیں گے نیز ادارۂ الفرقان ان کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ سے بھی ہر سال درخواست دعا کرے گا۔ انشاء اللہ

ایسے احباب کو پاکستان میں یکمشت یکصد روپیہ ادا کرنا لازمی ہے ایسا ہی بیرونی ممالک کا جو چندہ مقرر ہے اس کا پانچ گنا رقم ادا کرنا ضروری ہے۔ احباب رسالہ کی خریداری بھی بڑھائیں اور معاونین خصوصی میں بھی شمولیت فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (عام چندہ سالانہ یہ ہے)

انگلستان	بحری ڈاک	۶۵	روپے	ہوائی ڈاک	۱۰۰/-	روپے
امریکہ کینیڈا نیوزی لینڈ	"	۶۵	"	"	۱۸۰/-	"
انڈونیشیا	"	۵۵	"	"	۱۰۰/-	"
بھارت و بنگلہ دیش	"	۶۵	"	"	۹۰/-	"
نجی	"	۶۵	"	"	۱۹۰/-	"

مَحَامِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الاستاذ محمد عثمان الصدیقی ایم۔ اے۔ ربوہ

رَسُوْلُ اللهِ إِنْسَانٌ عَظِيْمٌ ‏ نَجِيْبٌ طَاهِرٌ سَمْحٌ كَرِيْمٌ
زَكِيٌّ صَالِحٌ سَمْحٌ حَلِيْمٌ ‏ أَمِيْنٌ صَادِقٌ بَرٌّ رَحِيْمٌ
خَلِيْقٌ زَاهِدٌ وَرِعٌ عَفِيْفٌ ‏ لَبِيْبٌ كَيِّسٌ فَطِنٌ حَكِيْمٌ
شُجَاعٌ بَاذِلٌ طَلِقٌ جَوَادٌ ‏ حَسِيْنُ الْوَجْهِ وَضَّاءٌ وَسِيْمٌ
يُحِبُّ اللهَ مَمْلُوًّا تَمَامًا ‏ لَهٗ فِيْ صَدْرِهٖ قَلْبٌ سَلِيْمٌ
لَقَدْ خُتِمَتْ فُيُوْضُ الْأَنْبِيَاءِ ‏ وَفَيْضُ مُحَمَّدٍ جَمٌّ عَمِيْمٌ
لَهٗ شَأْنٌ عَظِيْمٌ لَمْ يَنَلْهُ ‏ صَفِيُّ اللهِ آدَمُ أَوْ كَلِيْمٌ
هِدَايَتُهٗ عَنِ الْغَيِّ الْمُبِيْنِ ‏ إِلٰى رَبٍّ صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ
لَهٗ دِيْنٌ مِنَ الْأَدْيَانِ طُرًّا ‏ حَنِيْفٌ صَائِبٌ حَقٌّ قَوِيْمٌ
أَتٰى فِيْ كُلِّ كُتُبِ اللهِ قَبْلُ ‏ بِنَعْتِ مُحَمَّدٍ خَبَرٌ قَدِيْمٌ
بِسَبَبِ الْاِقْتِدَاءِ بِهٖ يَعِفُّ ‏ عَنِ الْآثَامِ إِنْسَانٌ أَثِيْمٌ

نَبِيٌّ كَامِلٌ فَلَهٗ نَظِيْرٌ
وَنِدٌّ فِيْ كَمَا لَاتٍ عَدِيْمٌ

○

مکتوبِ جاپان ۶

محترم جناب مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم اے مبلغ جاپان

ہمارے پیارے مذہب اسلام کی بیان فرمودہ تعلیمات کی یہ خوبی بہت نمایاں اور ممتاز ہے کہ سب تعلیمات صداقت اور حکمت پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو جو اس کا اپنا نازل کردہ صحیفۂ ہدایت اور اسلامی تعلیمات کی اساس ہے۔ خدائے حکیم کا کلام قرار دیا ہے اور اس میں بیان کردہ سب تعلیمات کو پُرحکمت اور بامعنی بیان فرمایا ہے۔ پھر اسلام کی دعوت دینے اور تبلیغ اسلام کے لئے بھی حکمت کے طریق کو اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے مختصر یہ کہ جس جہت سے بھی دیکھا جائے مذہب اسلام میں حکمت اور مقصدیت نظر آتی ہے۔ اور یہ بات اپنی ذات میں اس کی صداقت ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔

خدائے حکیم کا کلام ——— قرآن مجید پُرحکمت بیانات سے بھرا پڑا ہے۔ اسلامی عقائد کا بیان ہو یا عملی تعلیمات کا، حلت و حرمت کا بیان ہو یا اوامر و نواہی کے کسی اور شعبہ کا ہر موقع پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ازدیادِ ایمان اور تقویتِ قلوب کے لئے نیز غیر مسلموں کے لئے اسلامی تعلیمات کی عظمت آشکار کرنے کے لئے سب باتوں کی حکمت اور فلاسفی بیان کی ہے۔ جب انسان کو یہ معلوم ہو کہ یہ تعلیم ایک ایسی بابرکت ہستی کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو علیم و خبیر اور حکیم و بصیر ہستی ہے اور پھر اس تعلیم کو ہمارے لئے بیان کرنے والی ہستی وہ ہے جو صدوق و امین ہی نہیں ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے عظیم مقام پر بھی فائز ہے تو عقل و بصیرت کو اس تعلیم پر صاد کرنے میں ذرہ بھر بھی تامل اور تذبذب نہیں ہوتا اور اگر ان قطعی اور یقینی باتوں پر یہ امر مستزاد ہو کہ بیان کردہ تعلیمات اپنی ذات میں انتہائی پُرحکمت، معقول، مفید اور ضرورت انسانی کے عین مطابق بھی ہوں تو نہ صرف انسانی فطرت ان کو فوراً قبول کرنے پر تیار ہو جاتی ہے بلکہ جوں جوں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے انسان کا علم اور عرفان ترقی کرتا ہے وہ سو جان سے ان مبارک تعلیمات پر فدا ہو جاتا ہے۔ ان تعلیمات کی حسن و خوبی اس کے رگ و پے میں سرایت کر جاتی ہے اور والہانہ عشق و عقیدت کے جذبات کے ساتھ وہ ان تعلیمات کی عملی تصویر بن جاتا ہے

تعلیمات کا دائرہ لا محدود ہے [illegible]

انسان کی دریافت کردہ باتوں کا دائرہ محدود اور پھر محض عقل انسانی کی پہنچ ہر معاملہ میں یقیناً درست اور قطعی بھی نہیں ہوتی۔ ان وجوہ سے مذہب اسلام کی بیان فرمودہ سب تعلیمات کے بارہ میں دنیاوی ماہرین علوم کی رائے نہ موجود ہے اور نہ تشنگی سے خالی۔ تاہم جوں جوں عقل انسانی ترقی کر رہی ہے دنیاوی علوم کی گہرائی اور گیرائی کے اضافہ کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی بہت واضح ہو کر سامنے آ رہی ہے کہ جب بھی کسی اسلامی تعلیم کو انسان نے سائنس اور دیگر علوم کے مسلمہ قوانین کے معیار پر پرکھنے کی کوشش کی ہے تو سب تعلیمات کو پُرحکمت، مناسب، مفید اور فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ پایا ہے۔

مذکورہ بالا حقیقت کا اندازہ کرنے کے لئے چند مثالوں کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اور اس کی حکمت خمر کے لفظ میں ہی اشارۃً بتا دی گئی ہے کہ اس کا استعمال انسانی دماغ اور اس کی نازک صلاحیتوں کے نظام کو مجروح کر دیتا ہے۔ علوم جدیدہ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ واقعی شراب کے نتیجہ میں انسان صحیح عمل اور صحیح فیصلہ کی قوت سے محروم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ٹریفک کے حادثات کی ایک بہت بڑی وجہ شراب کا استعمال بتائی گئی ہے۔ شراب دنیا کے اکثر علاقوں میں بڑی کثرت سے پی جاتی ہے۔ جاپانی لوگ تو شراب کے کچھ زیادہ ہی رسیا معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں کے ماحول میں شراب کا استعمال اس قدر عام ہے کہ شراب نہ پینے والے شخص کو بہت عجیب اور قدامت پرست خیال کیا جاتا ہے۔ اس ماحول میں بھی جب شراب کے نقصانات اور اس کے بُرے اثرات کا ان لوگوں سے ذکر کیا جائے تو باوجود اس کے سخت عادی ہونے کے انہیں یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ اس کے نتائج واقعی افسوسناک ہوتے ہیں۔ رات کے وقت شراب سے مخمور لوگوں کا جگہ بجگہ اوندھے منہ گرے ہوئے پانا، لڑکھڑاتے ہوئے چلنا، جگہ جگہ گرنا، اخلاق سوز حرکات کرنا، جا بجا قے کرنا، یہاں کے ماحول میں ہر روز مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ جب شراب کے کسی رسیا سے ان امور کا ذکر کیا جاتا ہے کہ کیا یہ سب شراب ہی کا نتیجہ نہیں تو انہیں یہ تلخ حقیقت تسلیم کرنی پڑتی ہے۔

پھر اسلام نے روزہ کی تعلیم بیان فرمائی ہے خواہ بظاہر سطحی نظر سے دیکھنے والے کو یہ تعلیم مشکل نظر آتی ہو لیکن زمانہ حال کے علوم نے اس کے فوائد کو تسلیم کیا ہے۔ روزہ کا سب سے بڑا فائدہ روحانی ترقی ہے۔ عبادات اور مجاہدات کے لئے توجہ کا مرتکز ہونا اور یکسوئی لازمی امور ہیں۔ یہ باتیں کھانے پر کنٹرول سے بصورت احسن میسر آتی ہیں۔ پھر روزہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہی نہیں بیماریوں کے خلاف حفظ ما تقدم کے طور پر بہترین پرہیز بھی ہے۔ جسم کے وزن کو کم کرنے کے لئے بھی روزہ کو بہت مفید بتایا جاتا ہے۔

پھر کھانے پینے کے بارہ میں بھی اسلامی تعلیمات کے سب پہلوؤں کو جدید سائنسی انکشافات نے نہایت وسیع اور مبنی برحکمت قرار دیا ہے۔ اس بارہ میں اسلام نے جہاں اس بنیادی اصول کو بیان فرمایا ہے کہ انسان کی خوراک کا نہ صرف اس کے جسم پر اثر ہوتا ہے بلکہ اس کی روح

اور اخلاق و عادات بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں لہٰذا خوراک کے استعمال میں خاص احتیاط اور صحیح انتخاب کی بہت ضرورت ہے وہاں کھانے کے بارہ میں بہت سے بظاہر چھوٹے چھوٹے امور بھی بیان فرمائے ہیں مثلاً ٹوٹے ہوئے برتن میں کھانا نہ کھایا جائے۔ کھانے سے قبل پانی موجود ہو، حتی الوسع کھڑے ہو کر پانی وغیرہ نہ پیا جائے۔ ٹیک لگا کر نہ کھایا جائے ابھی کچھ بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ ان سب امور کو ماہرین طب نے صحیح اور صحت کے لئے مفید تسلیم کیا ہے۔

اس قسم کی متعدد مثالوں سے یہ حقیقت بہت واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ جن امور کو دور حاضرہ کے ماہرین طب اور دیگر علوم کے ماہرین نے اپنے طویل تجربات کے بعد دریافت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ ساری باتیں آج سے چودہ سو سال قبل امت مسلمہ کو عطا فرمائی تھیں جبکہ دیگر لوگ زمانہ حال تک بہت سے امور سے ناآشنا رہے اور ابھی تک اپنی عقل اور تحقیق کے نقص کی وجہ سے متعدد امور کی حکمت اور صداقت سے ناواقف چلے آ رہے ہیں۔ امت مسلمہ پر اسلام کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔

اسلام کی تعلیمات میں سے ایک یہ ہے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان کے الفاظ کہے جائیں۔ اس کی بہت ساری حکمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جہاں اس سے والدین کو بچہ کی تربیت کی ذمہ داری سے آگاہی ہوگی وہاں بچہ کے کان میں پہلی آواز ازلی اور ابدی صداقت پر مشتمل ہوگی کہ سب سے زیادہ واجب التعظیم ہستی اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے جو سب سے زیادہ عظمت اور شوکت کا مالک ہے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ بچہ پیدائش کے فوراً بعد سے (بلکہ پیدائش سے قبل بھی۔ اور اس سلسلہ میں بھی اسلام نے بعض ہدایت دی ہیں) اپنے ماحول اور آوازوں کا بہت اثر قبول کرنے لگتا ہے عام لوگوں کے خیال میں شاید یہ بات درست نہ ہو لیکن اسلامی تعلیم کے پس پردہ یہ حقیقت موجود ہے کہ بچہ پر اس چھوٹی عمر میں بھی آوازوں کا اثر ہوتا ہے۔

اس حقیقت کو اس زمانہ میں ماہرین نے تسلیم کیا ہے۔ ابھی حال ہی میں جاپان کے ایک ماہر تعلیم نے ایک نظریہ پیش کیا ہے جس سے ضمنی طور پر اس بات کی صداقت ثابت ہوتی ہے کہ بچہ پر آوازوں کا نہ صرف اثر ہوتا ہے بلکہ اس موقع پر سنی جانے والی آوازیں اس کی آئندہ زندگی کی راہیں اور منزلیں متعین کرنے میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔

SONY کمپنی کے بانیوں میں سے ایک اور MULTINATIONAL ELECTRONICS EMPIRE بورڈ کے اعزازی صدر MR. MASARU IBUKA نے حال ہی میں یہ نیا نظریہ پیش کیا ہے کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ بڑا ہو کر مختلف زبانوں کا ماہر بنے اور اس میں مختلف ملکوں کی زبانیں سیکھنے کی صلاحیت پیدا ہو تو اسے پنگھوڑے کی عمر سے ہی غیر ملکی زبانوں کی آوازیں سناتے رہیئے! اس ماہر تعلیم کی رائے۔

کے مطابق انسانی دماغ میں وہ حلقے (CIRCUITS) جو BRAIN CELLS کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں انسانی زندگی کے ابتدائی دو سالوں میں پیدا ہوتے ہیں اس ماہر تعلیم کی رائے میں یہ حلقے جس صورت میں بھی ایک بار پیدا ہو جائیں پھر موت تک ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اور نہ بعد ازاں ان کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اسی بنا پر اس کی رائے ہے کہ بچوں کو گہوارے کی عمر میں غیر ملکی زبانوں کی آواز اور صوتی لہروں کا تجربہ کروانا چاہیئے تاکہ ان حلقوں کی پیدائش کے عرصہ میں غیر ملکی زبانوں کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔

سائنسدانوں کے اندازوں میں اختلاف ہے لیکن عمومی طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک انسانی دماغ میں ۱۵۰ سے لے کر ۲۰۰ بلین CELLS ہوتے ہیں۔ پروفیسر IBUKA کے نظریے کے مطابق وہ زبانیں جن کی آواز سننے اور صوتی اثرات قبول کرنے کا موقع نوزائیدہ بچوں کو مہیا کرنا ضروری ہے۔ ضروری نہیں کہ ان کی تعداد ایک، محدود یا معین ہو۔ مختلف زبانیں بھی بیک وقت سنوائی جا سکتی ہیں۔ اس سے عمومی صلاحیت کے حلقے پیدا ہوں گے اور یہ ملکہ ترقی کرے گا۔ تاہم اگر والدین بچہ کو کسی خاص زبان کا ماہر بنانا چاہتے ہیں تو صرف اس معین زبان کا بار بار بچہ کے کان میں ڈالا جانا بہت مفید ہو سکتا ہے۔

پروفیسر مذکور کا کہنا ہے :-
" بچہ اس بات کا ہرگز شعور نہیں رکھتا کہ وہ فرانسیسی زبان سن رہا ہے یا انگریزی۔ تاہم بچہ اس زبان کے خصوصی انداز یا INTONATION کو ضرور جذب کرتا ہے۔"

اس مقصد کے لیے بچوں کو سلانے کے لیے لوریاں، نظمیں یا دیگر کہانیوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔

پروفیسر IBUKA نے مزید بتایا ہے کہ اگر ایک بچہ کو متواتر تین مہینے تک ایک خاص گیت سنوایا جائے پھر بعد ازاں جب بھی اس گیت کی آواز اس کے کان میں پڑے گی۔ وہ ایک سکون اور لگاؤ محسوس کرے گا، یہ مانوسیت یا لگاؤ بالکل اسی نوعیت کا ہے جیسے ایک بچہ اپنی ماں یا اپنے باپ کی آواز کو سن کر محسوس کرتا ہے جاپانی لوگ L اور R کے الفاظ صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ اس ماہر کی رائے میں اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ بچپن میں ان کے دماغ میں مناسب "حلقے" پیدا نہیں ہو سکے۔

پروفیسر موصوف نے اپنی تحقیق کے ضمن میں بعض اور باتوں کا بھی انکشاف کیا ہے۔ مثلاً اس کا کہنا ہے کہ میاں بیوی کے باہم لڑنے کی آواز نوزائیدہ بچہ کے ذہن کی نشوونما اور ان حلقوں کی تشکیل کے لیے "بدترین دشمن" کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی رائے میں والدین کا بچہ کے ساتھ BABY TALK کرنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ یہ گفتگو روزمرہ کی عام گفتگو سے مختلف ہوتی ہے اور بار بار اس غیر معمولی طرز کی گفتگو کو سننے سے بچہ کے ذہن میں بھی عجیب نوعیت کے حلقے پیدا ہو سکتے ہیں۔

پروفیسر موصوف کے ان خیالات کا ذکر اخبار

THE JAPAN TIMES. میں شائع ہوا ہے۔

(تاریخ ۲ اگست ۱۹۷۶ء)

قرآن مجید اور بائیبل میں ذکر ہے کہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے زمانہ اسیری میں فرعون کی ایک خواب کی تعبیر بیان فرمائی تھی۔ قرآن مجید کے بیان کے مطابق تعبیر یوں تھی کہ:-

"تم سات برس مسلسل جدو جہد سے
کاشت کا کام کرو گے پس اس عرصہ میں
جو کچھ تم کاٹو اس سب کو سوائے اس
تھوڑے سے حصہ کے جو تم کھاؤ، اس کو
بالوں ہی میں رہنے دینا پھر اس کے بعد
سات سخت تنگی کے سال آئیں گے اور
سوائے اس قلیل مقدار کے جسے تم
پس انداز کر لو وہ اس تمام غلہ کو جو تم
نے ان کے لئے پہلے سے جمع کر چھوڑا
ہو گا کھا جائیں گے پھر اس کے بعد ایک
ایسا سال آئے گا جس میں لوگوں کی
سنی جائے گی اور وہ خوشحال ہو جائینگے
اور اس حالت میں ایک دوسرے کو
تحفے دیں گے۔"

(سورۃ یوسف آیت ۴۸ تا ۵۰)

جس خواب کی یہ تعبیر ہے اس میں فرعون نے سات موٹی اور سات دبلی گائیں دیکھی تھیں۔

عصر حاضر کی ایک جدید تحقیق نے اس سلسلہ میں ایک دلچسپ انکشاف کیا ہے۔ DR. JOSEPH ORTMAN جو کہ تل ابیب (اسرائیل) کی ایک یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں ان کے کہنے کے مطابق:-

"DESERTS ARE NOT
DRY BECAUSE NO
RAIN FALLS ON THEM
NO RAIN FALLS ON
THEM BECAUSE THEY
ARE DRY."

یعنی صحرا اس وجہ سے خشک اور بنجر نہیں ہوتے کہ وہاں بارش نہیں ہوتی معاملہ برعکس ہے وہاں بارش نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ صحرا کا بنجر علاقہ ہوتا ہے۔

اس دلچسپ بات کی وضاحت کچھ یوں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حال ہی میں سیاروں کی مدد سے مشرق وسطی کے بعض علاقوں کی تصاویر لی گئی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ جن علاقوں میں مویشی کثرت سے چرنے کے لئے چھوڑے جاتے ہیں وہاں طبعاً سرسبزی اور شادابی کم ہوتی چلی جاتی ہے یہ ٹنڈ منڈ اور خشک علاقے سرسبز علاقوں کی نسبت سورج کی شعاعیں زیادہ منعکس کرتے ہیں چنانچہ ان علاقوں میں ہوا گرم، خشک اور پرسکون ہو جاتی ہے اور نتیجۃً بارش بہت کم ہوتی ہے۔ جب کسی علاقہ میں (خشک سالی اور سرسبزی نہ ہونے کی وجہ سے) مویشیوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے تو جنگلی نباتات کثرت سے اگنے کا موقع پالیتی ہیں جس کے نتیجہ میں سورج کی شعاعیں کم منعکس ہوتی ہیں اور بارش زیادہ

ہوتی ہے۔ اس پروفیسر کے خیال میں عین ممکن ہے کہ خشک سالی کے سات سال فراخی کے سات سالوں میں مویشیوں کی تعداد کے بہت بڑھ جانے کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئے ہوں (بحوالہ جاپان ٹائمز ۱۸ اگست ۱۹۷۹ء) نامعلوم اس نظریہ میں کس حد تک صداقت ہے تاہم یہ بیان دلچسپی سے خالی نہیں۔ سب سے اہم بات تو امر واقعہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ فرعون نے ایک خواب دیکھا اور اللہ کے بندے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر بیان فرمائی جو اپنے وقت پر بعینہٖ ظہور پذیر ہوئی۔ ہمارے دل اس یقین سے پُر ہیں کہ قرآن مجید میں بیان فرمودہ ہر حقیقت اور ہر ہر لفظ کی حقیقت اور صداقت اپنے مقررہ وقت پر ظاہر ہوتی چلی جائے گی۔ ہر صداقت کا اثبات مومنوں کے لئے ازدیاد ایمان کا نیا موقع فراہم کرنے والا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

جناب بنوری کے رسالہ کے جواب پر

ماہر القادری مدیر فاران کا اعتراف

جناب مولوی محمد یوسف صاحب بنوری نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک رسالہ ربوہ سے تل ابیب تک نامی شائع کیا جس میں اپنے اس خود ساختہ الزام کو بڑی شد ومد سے دہرایا کہ جماعت احمدیہ کی حکومت اسرائیل سے ساز باز ہے۔

اس رسالہ کا جواب محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے نہایت مفصل اور مسکت تحریر فرمایا۔ یہ جواب ماہنامہ الفرقان میں شائع ہوا پھر اس جواب کو پمفلٹ کی شکل میں مکتبہ الفرقان ربوہ نے طبع کرایا۔ محترم صاحبزادہ صاحب کا جواب اتنا مدلل اور مسکت ہے کہ فریق ثانی اب اس بارے میں بالکل خاموش ہو گیا۔ ہم نے یہ جواب بصورت پمفلٹ بہت سے اخبارات کو بھجوایا۔ کراچی کے رسالہ فاران کے ایڈیٹر ماہر القادری صاحب جماعت احمدیہ کے خلاف سخت بدزبانی کرنے کے عادی ہیں انھوں نے اپنی اس عادت کو پورا کرنے کے ساتھ اپنے خط میں نہایت عاجزانہ رنگ کے اظہار کے طور پر اس رسالہ پر ان الفاظ اعتراف کیا ہے کہ:-

"کوئی مسلمان یہودی مذہب کی تردید میں کتاب لکھتا ہے اور اس میں بعض باتیں اس نے غلط بھی لکھ دی ہیں۔ تو ان غلط باتوں کے لکھ دینے سے سب یہودیت تو حق ثابت نہیں ہو سکتی۔ فرض کر لیجئے مولانا محمد یوسف بنوری کے قلم سے کچھ مشتبہ واقعات نکل گئے ہوں تو اس سہو و تسامح سے مرزا غلام احمد کا جھوٹ سچ تو نہیں بن سکتا۔"

اہلِ فکر غور فرمائیں! کہ کیا یہ ہمارے جواب کے لاجواب ہونے کا کھلا اعتراف نہیں؟

ایک تحقیقی مقالہ

اصحاب الفیل

از قلم جناب شیخ عبد القادر صاحب محقق لاہور

(۱)

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل سکائی میں پرے باندھ کر آنے والے پرندے، انسان کی تباہی میں بہت بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ نے بچایا ہوا ہے۔ ورنہ خطرہ ہمارے سروں پر ہر آن منڈلا رہا ہے۔ فرمایا:-

"اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ؔ مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ ۢ بَصِیْرٌ ○ اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ○"

(سورۃ الملک: ۲۰، ۲۱)

کیا انھوں نے اپنے اوپر اڑنے والے پرندے نہیں دیکھے کہ وہ صفوں کی صورت میں اُڑ رہے ہیں۔ اور کبھی اپنے پر سمیٹ لیتے ہیں۔ رحمٰن خدا ہی ان کو روکتا ہے۔ وہ ہر چیز سے اچھی طرح واقف ہے۔ کیا وہ لوگ جو تمہارا لشکر کہلاتے ہیں۔ رحمٰن خدا کے مقابلہ میں تمہاری مدد کر سکیں گے؟ کافر تو صرف دھوکے میں مبتلا ہیں۔

تاریخ عالم سے اس کی مثال بھی دی گئی۔ کہ کس طرح ابرہہ اور اسکا لاؤ لشکر غول در غول آنے والے پرندوں کے باعث تباہ و برباد ہوا۔ سورۃ الفیل میں ہے:-

"اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ○ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ○ وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ○ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ○ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ○"

- تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اس نے ان کی مخفی تدبیر کو بے کار نہیں کر دیا۔ اس نے ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے۔ وہ ان پر گارے میں لتھڑے ہوئے سنگریزے مارتے تھے پھر

خدا نے ان کو کھائے ہوئے بھوسہ کی
مانند کر دیا۔"

تاریخ شاہد ہے کہ ابرہہ کا لشکر چیچک کے وائرس سے تباہ ہوا تھا۔ مختلف اوقات میں غول کے غول آنے والے پرندے پر سمیٹ کر نیچے آتے اور ان پر ایسے سنگریزوں کی بارش کرتے جن میں چیچک کے وبائی جراثیم تھے نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر میں چیچک وبا کی صورت اختیار کر گئی۔ اس طرح ابرہہ کا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔

ظاہر ہے کہ پرندوں کی نقل مکانی میں جہاں بے پناہ فوائد ہیں۔ وہاں یہ خطرہ بھی ہے کہ وہ ایک علاقہ کی بیماری دوسرے علاقہ میں پھیلانے کا باعث بن جاتے ہیں۔ پرندے خود بھی چیچک کے وائرس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ بعض بیماریوں کے لئے carrier کا کام بھی دیتے ہیں۔ طاعون کے ایام میں چیلیں مرے ہوئے چوہے خود کھاتی اور اپنے بچوں کو کھلاتی ہیں۔ ان کی بیٹوں میں جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ پھر طاعون زدہ چوہے ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پھینک دیتی ہیں۔ اس طرح وبا کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ رانی کھیت کی بیماری چڑیاں پھیلاتی ہیں۔ کچھ پرندے بیماریاں پھیلاتے ہیں پھر جھنڈ کے جھنڈ پرندے لاشوں کو کھانے والے آجاتے ہیں۔ اس طرح لاشوں میں سے جراثیم پھیلتے ہیں طَيْرًا اَبَابِيْل میں دونوں قسم کے پرندوں کی طرف اشارہ ہے۔ بیماریاں پھیلانے اور لاشیں نوچنے والے۔ ورلڈ انسائیکلوپیڈیا میں BIRDS کے نیچے یہ فقرہ درج ہے:

"Birds also may carry disease."

پرندے بھی بیماریاں پھیلانے کا باعث بن جاتے ہیں۔

~~~~~(۲)~~~~~

پرندوں کی عادات و اطوار کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انھیں آسانی سے مختلف قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک قسم پرندوں کی وہ ہوتی ہے جو نقل مکانی کے عادی ہوتے ہیں۔ پرندوں کے غول کے غول مقررہ وقفوں سے اور خاص موسموں کی رعایت سے دور دراز کے علاقوں میں سفر کرتے ہیں۔ اکثر و بیشتر یہ سفر بڑے طویل اور دشوار گزار ہوتے ہیں۔

نقل مکانی کے دوران پرندے عام طور پر تیس اور چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے تجاوز نہیں کرتے۔ لیکن بعض پرندے مثلاً مرغابی، شاہین، شکرہ اور عقاب ایسے پرندے ہیں جن کی رفتار نقل مکانی کے دوران سو میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے۔ کوہی ابابیل کو سب سے تیز رفتار پرندہ شمار کیا گیا ہے۔ اس کی رفتار دو سو میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے۔ ایک ماہر حیاتیات نے ایک بہت بڑا کبوتروں کا غول دیکھا۔ جسے گزرتے ہوئے تین گھنٹے لگ گئے۔ حساب لگایا گیا۔ تو وہ اندازاً دو ارب ۲۳ کروڑ تھے۔ الغرض فضاؤں میں ہزاروں لاکھوں پرندے پرے باندھ کر سرگرم سفر رہتے ہیں۔

~~~~~(۳)~~~~~

پرندوں کا کسی خاص موسم میں آنا اور پھر چلا جانا

غائب ہو جانا انسانی ذہن کے لئے ہمیشہ سے تجسس کا سبب بنا رہا ہے۔

بعض سائنسدانوں نے برس ہا برس تک پرندوں کی عادات و اطوار کا مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ شمالی نصف کرۂ ارض میں جب سردی انتہائی شدید ہو جاتی ہے تو وہاں سے پرندے مجبوراً جنوب کی طرف اپنا سفر شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وطن کی محبت انہیں واپس اسی علاقہ میں کھینچ لاتی ہے۔

کچھ دوسرے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ بہار کے موسم میں جنوبی علاقوں کے لئے سفر رفتہ رفتہ ان کی مستقل عادت اور فطرتِ ثانیہ بن گئی ہے۔

(۴)

نقل مکانی کے بعض مظاہر بڑے عجیب و غریب ہیں۔ قطب شمالی کا ایک دریائی پرندہ، جس کا قد معمولی مرغابی سے چھوٹا اور چونچ بڑی ہوتی ہے، ہزاروں برس سے قطب نما کی مدد کے بغیر ایک قطب سے دوسرے قطب کی طرف ہجرت کرتا چلا آ رہا ہے۔ یہ پرندہ قطب شمالی کے قریب پیدا ہوتا ہے اور چھ ہفتے کی ننھی سی عمر میں گیارہ ہزار میل کی مسافت طے کر کے قطب شمالی سے قطب جنوبی پہنچ جاتا ہے۔ جہاں برف کے پہاڑ منجمد ہیں۔ وہاں موسم سرما گزارنے کے بعد واپس اڑتا ہے اور قطب شمالی میں ٹھیک اسی جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں اس کا گرمائی ٹھکانہ تھا۔

(۵)

راستے کی تلاش پرندے کس طرح کرتے ہیں؟ یہ راز علمِ حیاتیات کا ایک پراسرار مسئلہ تھا۔ سائنسدان اس راز کو "جبلّتِ مراجعتِ وطن" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

چند سال قبل ایک پرندے کو "شناختی داغ" لگا کر ہوائی جہاز کے ذریعہ وینس سے بوسٹن (امریکہ) پہنچایا گیا۔ لیکن اس نے سائنسدانوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ یہ ہوا باز پرندہ چپکے سے واپس آکر اپنے بل میں گھس گیا۔ اس نے وسیع و عریض سمندروں کے اوپر تین ہزار پچاس (۳۰۵۰) میل کا سفر ساڑھے بارہ دن میں طے کیا تھا۔ (تلخیص مضمون "پرندوں کی نقل مکانی" از سیارہ ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

(۶)

یہ تفصیل میں نے اس لئے دی ہے تاکہ قرآن حکیم کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے۔

اصحابِ فیل کی تباہی میں آبی پرندوں نے جو کردار ادا کیا وہ بھی ان کی کسی مخفی جبلّت سے تعلق رکھتا ہے۔ سجّیل گیلی مٹی کو کہتے ہیں۔ کسی جراثیم آلود دلدل میں بیٹھنے کے بعد جب پرندے اٹھے تو ان کے پر اس مٹی سے لتھڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنی چونچ اور پنجوں میں زہریلے سنگریزے اٹھا لئے اور ایک مقررہ جگہ پر آ کر انہوں نے ان سنگریزوں کی بارش کر دی۔ جھنڈ کے جھنڈ آتے اور اسی طرح کر کے چلے جاتے۔ اس طرح لشکر میں پہلے خارش اور پھر چیچک پھیل گئی۔

اس جبلّت کے اسرار سے پردہ اٹھانا سائنسدانوں کا کام ہے۔

(۷)

بنی اسرائیل کے لئے صحرا میں جو بٹیر آئے تھے وہ بھی اسی نقل مکانی کا مظاہرہ تھا۔ اور پھر ان کو رجزاً من السماء یعنی آسمان سے اترنے والی طاعون سے سزا دی گئی۔ اس کا باعث بھی نقل مکانی کرنے والے پرندے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جب انہوں نے (یہود نے) نافرمانی شروع کی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے۔ یہ کیسا باریک بھید خدا کی حکمتوں کا ہے .... یہ دونو چیزیں طب کے قواعد کی رو سے بالخاصیت طاعون پیدا کرتی ہیں۔"

(ایام الصلح ۱۰۲)

سورۃ الفیل کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک سورۃ بھیج کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے اور وہ سورۃ ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ یہ سورۃ اس حالت کی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس حالت میں آپ کو تسلّی دیتا ہے کہ میں تیرا مؤید و ناصر ہوں۔ اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا یعنی ان کا مکر الٹا کر ان پر ہی مارا اور چھوٹے چھوٹے جانور ان کے مارنے کے لئے بھیج دیئے۔ ان جانوروں کے ہاتھوں میں کوئی بندوقیں نہ تھیں بلکہ مٹی تھی سِجّیل بھیگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورہ شریف میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ قرار دیا ہے اور اصحاب فیل کے واقعہ کو پیش کر کے آپ کی کامیابی اور تائید اور نصرت کی پیشگوئی کی ہے۔ اس وقت اصحاب الفیل کی شکل میں اسلام پر حملہ کیا گیا ہے مسلمانوں کی حالت میں بہت کمزوریاں ہیں...... اصحاب فیل زور میں ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ وہی نمونہ پھر دکھانا چاہتا ہے...... مجھے بھی یہی الہام ہوا ہے جس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اپنا کام کرے گی۔"

(الحکم ۱۷ ؍ جولائی ۱۹۰۱ء)

دعوت غور و فکر

پرندوں کی اس Mysterious instinct

جبلّت خفیہ پر جس کی طرف قرآنِ مجید میں اشارات ہیں۔ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک امکانی صورت قابلِ غور ہے۔ غول در غول آنے والے پرندوں نے جب دیکھا کہ وادی میں ہزاروں آدمی پھیل گئے ہیں۔ گھوڑوں، اونٹوں اور ہاتھیوں کو دیکھ کر انہوں نے خطرہ محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ان کی کوئی مخفی جبلّت بیدار ہوئی اور انہوں نے سنگریزوں کی بارش کر دی گویا وہ اپنا دفاع کر رہے تھے۔ خطرے کے احساس کا پرندوں پر کیا ردِّ عمل ہوتا ہے؟ منطق الطیر کے علماء اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔

لشکروں کے ساتھ غول در غول پرندوں کا شکار کی تلاش میں جانا معمول ہے۔ یہ بھی امکان ہے کہ تیز آندھی کی وجہ سے پرندوں نے اٹھائے ہوئے سنگریزے پھینک دیئے ہوں۔ تاریخ میں ہے کہ تیز آندھی کے ساتھ پرندے آئے تھے۔

(۸)

مشکل الفاظ کے معانی

اس وضاحت کے بعد اب سورۃ الفیل کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ الفاظ کے معانی بعض جگہ خود قرآن حکیم نے واضح کر دیئے ہیں۔ قوم لوطؑ کو جو عذاب دیا گیا۔ اس کے لئے حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ (ھود ۸۱) بھی آیا ہے اور حِجَارَةً مِّنْ طِينٍ (ذاریات ۳۲) بھی وارد ہوا۔

"طِين" پانی ملی مٹی کو کہتے ہیں اور "سِجِّيل" کیچڑ یا گارے کو۔ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ گارے میں تھڑے ہوئے سنگریزے۔ قوم لوطؑ بحرِ میّت کے جنوب میں رہتی تھی۔ یہاں جگہ جگہ زمین میں تیل ملے گارے کے گڑھے ہیں۔ ان کا تورات میں بھی ذکر ہے۔ زلزلہ میں دھماکہ ہوا بستی کا اوپر کا حصہ نیچے آ گیا۔ کیچڑ میں تھڑے ہوئے کنکروں کا مینہ برسنے لگا۔

اصحابِ فیل پر سنگ لانے والے پرندے (طیور آبی) کسی دلدل سے اڑ کر آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ان کی مخفی جبلّت جاگ اٹھی۔ انہوں نے گارے میں تھڑے ہوئے زہریلے سنگریزے اٹھا لئے اور لشکر پر پے بہ پے بارش کرنے لگے۔

اَبَابِيل کے معنی اَقَاطِيعُ يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا کے ہیں۔ یعنی بڑے بڑے ٹکڑے جو ایک دوسرے کے بعد متواتر چلے آتے ہیں۔ پس اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيلَ کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف پرندے بھیجے۔ جماعت در جماعت، کچھ یہاں سے، کچھ وہاں سے۔ وہ بڑے بڑے گروں میں باری باری آتے تھے اور گروہ در گروہ تھے۔ یہاں پرندوں کی کسی بہت بڑی نقل مکانی کی طرف اشارہ ہے جو کہ کئی دن جاری رہی۔

كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ کے معنی قابلِ غور ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے۔ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ (۵۵/۱۲) یعنی وہ دانے جو چھلکے کے اندر ہوں۔ اَلْعَصْفُ کھیتی کی سبزی کو بھی کہتے ہیں۔ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ کے معنے ہیں۔ جیسے کھایا ہوا بھس ہو یا وہ کھیتی جس کے دانے کھا لئے گئے ہوں یا اسے کیڑا لگ گیا ہو۔ عصف کے معنے

اس چھلکے کے ہیں جو دانے کے اوپر ہوتا ہے۔ اس رعایت سے چیچک زدہ جلد کو عَصْفٍ مَّأكُولٍ کہنا اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے۔ جلد جسم کا چھلکا ہی تو ہے۔

مَّأكُوْل کا مادہ اَکَلَ ہے اکلت النَّارُ الحَطَبَ۔ آگ نے ایندھن کو کھا لیا۔ اَکَلَ فساد کو بھی کہتے ہیں۔ تَأَکَّلَ کھوکھلا ہوا۔ خراب ہوا۔ (دانت) اکلنی راسی۔ میرے سر (کی بیماری) نے مجھے خراب کر دیا۔

اُکِلَۃٌ کھجلی، عضو کو کھانے والی بیماری یا زخم

عصفٍ ماکول میں چیچک سے کھائی ہوئی جلد کی طرف اشارہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پہلے لشکر میں کھجلی پھیلی، پھر چیچک نکلی تَجْعَلُهُمْ كَعَصْفٍ مَّأكُوْلٍ کے معنے ہیں۔ وانہ کھائے ہوئے بھُسّے کی طرح کر دیا۔ جس طرح اندر سے گندم کو کیڑا کھا جائے اور اوپر کا صرف چھلکا باقی رہ جائے اسی طرح ان کی کیفیت ہوئی۔

(۹)

اساطیر العرب

مشکل الفاظ کے معانی کے بعد اب ہم تاریخی روایات کو لیتے ہیں۔ یہاں یہ مد نظر رہے کہ بعض شاعرانہ تشبیہات نے بعد میں امر واقعہ کا درجہ حاصل کر لیا۔ اصحاب فیل کی تباہی ایک عظیم الشان واقعہ تھا۔ شعراء عرب کے ہاں قصیدوں کا سیلاب امڈ آیا۔ ہر قسم کا استعارہ استعمال ہوا۔ مثلاً جب لوگوں نے دیکھا کہ لاشیں سڑ یا چیچک کے دانوں سے کھجڑی ہوئی ہیں۔ تو شاعروں نے کہا کہ پرندوں نے ایسی کنکریاں ماریں کہ سارے بدن پر پھیل گئیں۔ بدن کو چیر کر نکل گئیں۔ سر پر پڑی تو مقعد سے نکل گئی۔ ظاہر ہے کہ یہ تشبیہات ہیں۔ امر واقعہ سے اس کا تعلق نہیں۔

امر واقعہ کیا ہے؟

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ:-
جس پر کوئی کنکری گرتی۔ اسے سخت کھجلی لاحق ہوتی اور کھجاتے ہی جلد پھٹتی اور گوشت جھڑنا شروع ہو جاتا۔

عکرمہؓ کی روایت کے الفاظ ہیں:-

"مَنْ اَصَابَهُ الْحَجَرُ جَدَرَتْهُ"

جس شخص پر پتھر گرتا اسے چیچک نکل آتی تھی۔

پھر کہتے ہیں:-

"وَهُوَ اَوَّلُ جُدَرِيٍّ ظَهَرَ بِاَرْضِ الْعَرَبِ"

یہ پہلا چیچک کا حملہ ہے جو عرب میں ظاہر ہوا۔ (روح المعانی)

اسی طرح طبری میں یعقوب بن عتبہ کے متعلق لکھا ہے:-
وہ یہ روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلا چیچک کا حملہ جو ملک عرب میں ہوا وہ اسی سال ہوا جس سال ابرہہ آیا تھا اس سے پہلے عرب میں کبھی چیچک نہیں ہوئی تھی۔ (جامع البیان)

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ:-
یہ چیچک کا مرض تھا اور بلاد عرب میں سب سے پہلے چیچک اسی سال دیکھی گئی

روایات میں نقص یہ ہوتا ہے کہ ہر واقعہ "آناً فاناً" ہو جاتا ہے۔ پرندے کچھ دن تک زہریلے سنگریزے پھینکتے رہے۔ طَیرًا اَبَابِیْلَ میں اشارہ ہے کہ پے در پے جھنڈ کے جھنڈ آتے رہے۔ اور سنگریزوں کی بارش کر کے چلے جاتے رہے۔ یہ روایت یوں بن گئی کہ "آناً فاناً" سب کچھ ہو گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ پہلے لشکر میں کھجلی پھیلی۔ کئی دن کے بعد چیچک نمودار ہوئی۔ چیچک بھی ایسی خطرناک تھی۔ کہ جسم کے لوتھڑے جھڑنا شروع ہو گئے۔ کیونکہ چیچک کے پھیلنے کے لئے ایک وقفہ اور میعاد ہے۔ انفکشن کے بعد فوراً نہیں ہو جاتی۔ ایک تفصیلی روایت ملاحظہ ہو:۔

"مشہور محدث ابن ابی حاتم روایت
عبید بن عمیر نقل کرتے ہیں کہ جب ابرہہ
کا لشکر مکہ کی جانب بڑھا۔ تو تیز ہوا
چلی۔ اور سمندر کی جانب سے پرندوں
کے غول اڑتے ہوئے لشکر پر چھا گئے۔
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فضا میں پرندوں
کا زبردست لشکر پرے کے پرے باندھے
ہوئے ہے۔ ان کے منہ اور ان کے دو نو
پنجے سنگریزے لئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے
اول تو آواز کی اور پھر لشکر پر سنگریزے
مارنے لگے ساتھ ہی تند و تیز ہوا چلنے
لگی جس نے اس سنگریزی کو لشکر کے لئے
مصیبتِ عظمیٰ بنا دیا۔ جب یہ جس شخص
پر یہ سنگریزے گرتے۔ بدن پھوڑ کر
باہر نکل آتے اور بدن گلنے اور سڑنے لگا
اور اس طرح ان سنگریزوں نے سارے
لشکر کو چھلنی کر دیا۔"

(بحوالہ قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمٰن جلد سوم صفحہ ۳۶۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مکہ کی گلیوں میں ابرہہ کے ہاتھیوں کے مہاوت بھیک مانگا کرتے تھے کیونکہ چیچک نے ان کو اندھا کر دیا تھا۔

اس روایت میں بھی نقص ہے۔ ہر بات "آناً فاناً" رونما ہو جاتی ہے واقعہ صرف اتنا ہے کہ ہزاروں ہزار پرندوں نے لشکر پر سنگریزے گرانا شروع کر دیئے تیز آندھی سے وہ فوج کے راشن پانی کے ذخائر میں ان کے کپڑوں اور بدن میں جذب ہو گئے۔ پہلے کھجلی پیدا ہوئی۔ پھر چند دنوں کے وقفہ کے بعد چیچک نکل آتی اور بدن گلنا شروع ہو گیا۔ اس طرح سارا ابہام دور ہو جاتا ہے

~~~~(۱۰)~~~~

علماء کی آراء

ابن ہشام (متوفی ۲۱۳ھ) اپنی تاریخ میں رقم طراز ہیں:۔

"پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے
ابابیل جیسے جانور بھیج دیئے جن کے
پاس تین تین سنگریزے تھے۔ ایک ایک
تو ان کی چونچوں میں اور دو دو ان کے
پنجوں میں، جن کی مقدار چنے یا مسور
کے دانے کی سی تھی، جس کو وہ سنگریزہ
لگتا تھا۔ ہلاک ہو جاتا تھا۔ اب لوگ
~~~~

خوف کے مارے بھاگنے لگے اور جس
راستے سے آئے تھے اسی راستے دوڑنے
لگے۔ حاصل کلام ابرہہ کا لشکر گرتا پڑتا
ذلیل وخوار ہوتا ہوا ہلاک ہوگیا۔ اور
ابرہہ کے جسم پر ایک بیماری نمودار ہوئی
جس سے اس کی پوریاں تک جھڑ گئیں
اس کو اسی حال میں اٹھا کر صنعاء تک
لے گئے۔ آخر اس کا سینہ پھٹ گیا اور
وہ ہلاک ہوگیا۔ اسی سال عرب میں
چیچک نمودار ہوئی۔"
(تاریخ ابن ہشام۔ اردو ترجمہ ص۴۶-۴۷)

عصر حاضر کے علماء نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ یہ
دراصل چیچک کا مرض تھا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی تفسیر
سورۃ الفیل میں لکھتے ہیں:۔
"اتنے میں پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ
اپنی چونچوں اور پنجوں میں سنگریزے
لئے ہوئے بحر احمر کی طرف سے آئے
انہوں نے اس لشکر پر سنگریزوں کی
بارش کردی۔ جس پر یہ کنکر گرتے اس
کا جسم گلنا شروع ہو جاتا۔ محمد ابن اسحاق
اور عکرمہ کی روایت ہے کہ یہ چیچک
کا مرض تھا اور بلاد عرب میں سب سے
پہلے چیچک اسی سال دیکھی گئی۔ ابن
عباس کی روایت ہے کہ جس پر کوئی
کنکر گرتی۔ اسے سخت کھجلی لاحق ہو
جاتی اور کھجاتے ہی جلد پھٹتا اور گوشت
جھڑنا شروع ہوجاتا۔ ابن عباس کی
دوسری روایت یہ ہے کہ گوشت اور
خون پانی کی طرح بہنے لگتا اور ہڈیاں
نکل آتی تھیں۔ خود ابرہہ کے ساتھ
بھی یہی ہوا۔"
(ترجمان القرآن۔ اگست ۱۹۷۲ء۔ ص۲۵۹-۲۹۰)

مولانا سید سلیمان ندوی کہتے ہیں:۔
"جمہور کے نزدیک ان آیات کی تفسیر
تو وہی ہے جو عام روایت کے مطابق
ہے.......لیکن محال نہیں ممکن ہے
کہ ان کنکریوں میں وبائی جراثیم ہوں"
(ارض القرآن۔ حصہ اول ص۳۲۳)

مصر کے جید عالم محمد حسین ہیکل اپنی کتاب
حیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھتے ہیں:۔
"ابرہہ یہ چاہتا تھا کہ جلدی اپنا کام
ختم کرکے واپس چلا جاؤں کہ اس کے
لشکر میں اچانک چیچک پھوٹ پڑی۔
جس میں لشکر کا ایک ایک سپاہی مبتلا
ہوگیا۔ انھوں نے کبھی یہ مرض دیکھا نہ
تھا۔ یہ وبا بحیرہ احمر سے آنے والی
ہواؤں کے دوش پر آئی ہو۔ سب کا
یہی خیال تھا۔ خود بھی چیچک میں گھر
جانے سے ڈر گیا اور کعبہ پر حملہ کی بجائے
فوجوں کو واپس لوٹنے کا حکم دے دیا۔

فوج کے رہبر پہلے ہی بھاگ گئے تھے،
فوجیں واپس لوٹیں تو بھی سپاہی قدم قدم
پر مرتے جاتے۔ باقیوں پر لمحہ لمحہ مرض کی
گرفت بڑھتی جاتی۔ صنعاء پہنچنے سے
پہلے ابرہہ کی فوج کا کثیر حصہ لقمہ اجل
ہوگیا۔ خود اس کا جسم بھی آبلوں سے اس
قدر چھلنی ہوگیا کہ ابرہہ جلد ہی اپنے
سپاہیوں کے پہلو میں جا سویا۔"
(حیاۃ محمد صلعم۔ اردو ترجمہ۔ صفحہ ۲۳۲)

(۱۱)

حملہ آور پرندے کون سے تھے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اولین سیرت نگار محمد ابن اسحاق نے دوسری صدی ہجری میں کوفہ میں لیکچر دیئے عنوان سیرت نبوی تھا۔ ان لیکچروں کے بعض اقتباسات بعد میں آنے والے سیرت نگاروں نے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ اس نوع کا لٹریچر مصر میں دستیاب ہوا ہے۔

الفریڈ گیوم Alfred Guillaume نے اس پر تبصرہ کیا ہے۔ عنوان ہے۔ "New lights on the life of Muhammad" یہ تبصرہ "جرنل آف سمیٹک سٹڈیز" میں شائع ہو چکا ہے

"محمد ابن اسحاق نے عرب روایت یہ
بتائی ہے کہ جن پرندوں نے سنگریزے
اٹھائے ہوئے تھے وہ کالے رنگ کے تھے
ان کی شکل حرف میم سے ملتی تھی یعنی بگلا نما
آبی پرندے تھے۔ جن کی گردن اور ٹانگیں
لمبی ہوتی ہیں۔"
(صفحہ ۱۴ کتابچہ مذکور)

پرندوں کی جبلت ہوتی ہے کہ جب کوئی افتاد آئے تو وہ دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دلدلوں میں چیچک پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے بچے چیچک سے مر گئے۔ اس خانہ بربادی پر وہ کسی مخفی جبلت کی بناء پر گارے میں لتھڑے ہوئے سنگریزے اٹھا کر، دوسری جگہ منتقل ہونے کے لئے اُڑ رہے تھے۔ تیز آندھی نے ان کا رُخ ابرہہ کے لشکر کی طرف موڑ دیا۔ یہاں انہوں نے تیز آندھی، خوف یا کسی جبلی تحریک پر زہریلے سنگریزے گرا دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابرہہ کے لشکر میں چیچک پھیل گئی۔

پرندوں پر چیچک کا حملہ بہت خطرناک ہوتا ہے چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں VAROILA پر جو نوٹ ہے اس میں لکھا ہے:-

"Fowl pox virus is
one of the variola
group, but the diffe-
rent type of skin
lesion forms a small
tumour-like mas.
It is a serious in-
fection causing, much
economic loss at is
in the allied..

pagion pose."

~~~~(۱۲)~~~~

سیاسی و مذہبی پس منظر

سورۃ الفیل کا پس منظر قابلِ غور ہے۔

مورخینِ یورپ کہتے ہیں کہ ابرہہ کے حملہ کی اصل غرض روم و فارس کی باہمی جنگ میں صحرائے حجاز کو عبور کرکے ہم مذہب رومیوں کی اعانت تھی۔ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ یہ ایک مخفی تدبیر تھی۔ جس میں یورپ، رومی حکومت، اور حبشہ کی عیسائی حکومت شامل تھی۔ ابرہہ کے زمانہ کا ایک کتبہ سدِ عرم کی بقیہ دیوار پر ملا ہے جس سے بعض اہم واقعات معلوم ہوئے ہیں:۔

(۱) ۶۵۷ یمنی مطابق ۵۴۳ ء میں ابرہہ کے خلاف اہلِ یمن نے بغاوت کی جس میں خود ولی عہد بھی شریک تھے۔

(۲) اسی سن میں سدِ عرم آخری بار منہدم ہوا۔

(۳) ابرہہ عیسائی تھا اور مآرب میں ایک بڑا گرجا اس نے تعمیر کیا تھا۔

(۴) وہ یمن کے علاوہ تہامہ کا بھی جہاں کعبہ واقعہ ہے اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا تھا۔

(۵) اسی سنہ میں نجاشی حبش، قیصرِ روم، منذر شاہ حیرہ اور حارث بن جبلہ شاہ غسان کے سفیر اس کے دربار میں آئے۔

کتبہ یوں شروع ہوتا ہے:۔

"رحمان الرحیم اور اس کے مسیح اور روح القدس کی مہربانی سے ابرہہ اکسومی حبشیوں کا نائب شاہ حبش کے محکوم، شاہ سبا، شاہ ذوریدان و حضرموت، شاہ یمنات، و تہامہ و نجد یہ یادگار قائم کرتا ہے"

آگے چل کر لکھا ہے:۔

"بادشاہ پہلے مآرب گیا اور وہاں کے کنیسہ میں نماز ادا کی، پھر موقع پر گیا، نیو کھودی گئی اور بند کی تعمیر شروع ہوئی"

آخر میں ہے:۔

"رحمان کی عنایت سے نجاشی، قیصرِ روم منذر (شاہ حیرہ) اور حارث بن جبلہ (شاہ غسان) اور دوسرے بادشاہوں کی طرف سے سفراء دوستی اور محبت کے لئے ماہِ "ذوران" ۶۵۷ یمنی (۵۴۳ء) میں آئے۔"

~~~~(۱۳)~~~~

برسرِ اقتدار آنے کے بعد ابرہہ نے تمام ملک میں عامل مقرر کیے۔ عیسائیت کی ترویج کی۔ بڑے بڑے شہروں میں کنیسے تعمیر کیے۔ سب سے بڑا کنیسہ صنعاء میں تعمیر ہوا جس میں عبادت بجا لانے کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ اس کنیسہ کی تعمیر اس وقت ہوئی جب ظفار (یمن) کے لئے پوپ نے سکندریہ سے GREEN TIUS نامی بشپ کو بھیجا تھا۔

(Southern Arabia by Brain Doe)

ابرہہ، قیصر روم، اسقف اعظم، شاہ حبش اور عرب کے عیسائی فرماں رواؤں نے مل کر ایک گہری سازش تیار کی۔ کہ عرب کو عیسائیت میں جذب کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے گو عرب بت پرست ہیں لیکن مصیبت پڑنے پر معبودِ حقیقی "اللہ" کے نام پر اور بیت اللہ کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اس مرکزیت کو اگر توڑ دیا جائے۔ ایک شاندار کینسہ سے انہیں وابستہ کر دیا جائے تو نہ صرف عیسائیت کی ترویج ہو گی بلکہ شاہراہ حجاز پر عیسائی قابض ہو جائیں گے۔ نہ چوری کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر۔ ایرانی مزاحم ہوں گے نہ بدوی قبائل متصادم، حبش سے یمن، یمن سے شام اور وہاں سے عراق تک تمام راہیں صلیب کے علمبرداروں کے لئے کشادہ ہو جائیں گی۔ اس پس منظر میں مکہ پر فوج کشی کے عوامل بالکل واضح ہیں۔ یہ تھی سازش جس کی طرف سورۃ الفیل میں اشارہ ہے اور سورۃ ایلٰف میں وضاحت،

سورۃ ایلٰف سے معلوم ہوتا ہے کہ ابرہہ کی سازش کا مقصد یہ تھا کہ تجارتی شاہراہوں پر قابض ہو کر رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ، (اس گھر کے رب کی عبادت) کو جو کہ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کا مصداق ہے ختم کر دیا جائے گویا یہ کعبۃ اللہ اور صلیب کی اوّلین جنگ تھی۔ جس میں ایک طرف ابرہہ کا لشکر جرار تھا دوسری طرف کمزور، ناتواں عرب قبیلے، ان کی مدد غیب "طَيْرًا اَبَابِيْلَ" سے ہوئی۔ اس جنگ میں اہل مکہ نہیں لڑے بلکہ خدا کے فرشتے لڑے۔

پروفیسر فلپ حتی نے ابرہہ کے حملہ کا پس منظر بیان کیا ہے۔ رقمطراز ہیں:۔

"شواہد کہتے ہیں کہ حبشی عیسائی مکہ میں اپنا دین پھیلانا اور جاہلی کعبہ کا جواب تیار کرنا چاہتے تھے، جو شمال کی سب سے بڑی زیارت گاہ تھی۔۔۔۔۔۔ ابرہہ مکے پر تادیبی مہم لے کر گیا۔۔۔۔۔۔ حبشی فوج چیچک سے ہلاک ہوئی، جسے قرآن مجید میں "کنکریاں" (سجیل) کہا گیا ہے"

(تاریخ ملت عربی (اردو ترجمہ) صفحہ ۹۸-۹۹)

قارئین سمجھ گئے ہوں گے۔ فلپ حتی نے اس آخری فقرہ میں چوٹ کی ہے کہ چیچک کے دانوں کو قرآن نے کنکریاں بنا دیا۔ اس اعتراض کی تفصیل یہ ہے کہ

اہل مکہ چیچک سے واقف نہ تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ جھنڈ کے جھنڈ پرندے لشکر پر منڈلا رہے ہیں۔ بعد میں لاشوں کو دیکھا تو وہ سر تا پا دانوں سے بھری ہوئی تھیں۔ وہاں سے شاعروں نے تخیل پایا کہ پرندوں نے کنکریاں ماریں اور وہ کنکریاں سر پر لگتیں اور مقعد سے نکل جاتیں۔ اس طرح اصحاب الفیل کھائے ہوئے بھوسے کی طرح چور چور ہو گئے۔

اعتراض یہ ہے کہ قرآن نے اسی افسانہ کو دوہرا دیا اس میں کلام نہیں کہ اساطیر میں مبالغے کا عنصر ناگزیر ہے اصحاب الفیل کی تباہی کے بعد شاعروں نے بہت سے قصیدے پڑھے۔ چونکہ آبلے سر تا پا پھیل گئے اس لئے مذکورہ استعارہ ایک افسانہ بن گیا۔ اساطیری

مبالغہ آرائیوں سے قطع نظر، عینی شاہدوں کا بیان ہے
کہ مکّہ پر فوج کشی سے پہلے جبکہ ابرہہ حبش میں تھا۔
کالے رنگ کے بگلا نما پرندے، غول در غول، نمودار
ہوئے۔ لشکر پر سنگریزوں کی بارش کرتے، جسے کنکری لگتی
اُسے کھجلی ہوتی اور جسم میں زہر سرایت کر جاتا یہی بیماری
بعد میں چیچک بن گئی۔ اسی طرح ایک کنکری سینکڑوں،
آبلوں اور دانوں میں بدل جاتی۔ واقعہ کی اس صورت کو
پیشِ نظر رکھتے ہوئے، نتائج بالکل واضح ہیں۔

اوّل: یہ سب کچھ پرندوں کی نقل مکانی کے موسم میں ہوا
بہار کے موسم میں، پرندوں کی وسیع پیمانہ پر
نقل مکانی ہوتی ہے۔

دوم: سجّیل گیلی مٹی کو کہتے ہیں۔ یہ پرندے کسی جراثیم
آلود دلدل سے اُٹھ کر آئے تھے۔ ان کنکریوں
میں چیچک کے وبائی جراثیم تھے۔

سوم: خارقِ عادت امر یہ ہے کہ ان پرندوں نے لشکر
ابرہہ پر زہر آلود سنگریزوں کی بارش کر دی۔ یہ
سنگریزے، ان کے منہ، پنجوں، اور پروں میں
اٹکے ہوئے تھے۔ یہ سنگریزے راشن، پانی اور
دوسری کھانے پینے والی چیزوں کے علاوہ لوگوں
پر گرے۔ اس انفیکشن (infection) سے
پہلے کھجلی ہوئی۔ اس طرح جسم میں وائرس نفوذ
کر جاتا۔ پھر طبعی وقفہ کے بعد چیچک نکل آتی لشکر
میں افراتفری پھیل گئی۔ سارا لشکر پسپا ہو گیا۔
نواحِ مکّہ میں لاشوں کے پشتے لگ گئے۔ یمن کی
طرف بھاگتے ہوئے سینکڑوں فوجی راستے میں
ڈھیر ہو گئے۔ ابرہہ بھی یمن پہنچ کر چیچک سے گل
سڑ کر ہلاک ہو گیا۔

(۱۴)

پرندوں کی نقل مکانی بہار کے موسم میں ہوتی ہے
فروری سے لے کر اپریل تک وسیع پیمانے پر پرندے ایک
جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔ قرینِ قیاس ہے
کہ مارچ میں یہ واقعہ رونما ہوا۔ بروئے روایت اس کے
چالیس یا پچاس دن بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اپریل کے آخری عشرہ میں پیدا ہوئے۔ عرب اس سال
کو عام الفیل کہتے ہیں۔

تاریخ ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ عام الفیل میں
نہ صرف حجاز میں چیچک پھیلی۔ بلکہ یمن، حبش اور پھر اٹلی
اور فرانس میں اس وبا نے سر نکالا۔ انسائیکلو پیڈیا میں
"سمال پاکس" پر جو مقالہ ہے اس میں لکھا ہے کہ حبش
میں بھی اسی سال چیچک پھیلی۔ انسائیکلو پیڈیا کے ۱۹۷۱ء
کے ایڈیشن میں لکھا ہے:۔

"and the term variola (pox) was used by Bishop Marius of the disease in France & Italy in 570."

۵۷۰ عیسوی میں جب فرانس اور اٹلی
میں چیچک پھیلی تو پہلی دفعہ بشپ ماریس
نے اس کا نام "واری اولا" یعنی آبلۂ
فرنگ رکھا۔

پھر لکھا ہے کہ یورپ و امریکہ میں پھیلنے والی خطرناک چیچک کی وبا افریقہ، اور ایشیا کے مراکز سے پھوٹتی ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ ۵۷۰ء میں حجاز، یمن، حبش اور یورپ کے بعض ممالک میں یہ وبا حملہ آور ہوئی۔ چیچک کے اس حملہ میں بنیادی کردار پرندوں کی نقل مکانی کا ہے۔ بہار کے موسم میں پرندوں کی وسیع پیمانے پر نقل مکانی ہوتی ہے۔ چیچک کے وائرس کو جس نے سجیل میں پرورش پائی۔ یہ پرندے اٹھا لائے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے تیز ہوا بھیجدی۔ ان کا رُخ ابرہہ کے لشکر کی طرف موڑ دیا۔ اس طرح صلیب اور کعبہ کی جنگ میں طَيْرًا أَبَابِيْلَ نے ہاتھی والوں کا کچومر نکال دیا۔ یہ اعجاز ہمیشہ دنیا تک یادگار رہے گا۔ پھر اسی سال شیطان کا سر توڑنے کے لئے آسمانِ روحانیت میں ایک شرارہ پھوٹا۔ جو کہ نورِ محمدیؐ بن کر چمکا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء نے تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ کے دو معنے بیان کئے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:—

"اس کے معنے عام محاورہ کے مطابق تو یہی ہیں کہ ان پر سجیل مارتے تھے۔ لیکن اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کو سجیل پر مارتے تھے (ان معنوں کی رُو سے) آیت کا یہ مطلب ہے کہ مُردار خور پرندے وہاں جمع ہو گئے اور انھوں نے بوٹیاں نوچ نوچ کر اور پتھروں پر مار مار کر کھانی شروع کر دیں۔"

(تفسیر الفیل صفحہ ۱۹۴)

اس مضمون میں زیادہ تر پہلے معنے پیش کئے گئے ہیں۔ دوسرے معنے بھی بہت اعلیٰ اور لطیف ہیں۔ تفسیر کبیر میں بیان ہوئے ہیں وہاں سے سورۃ الفیل کی اچھوتی تفسیر اور اس کا پس منظر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ تفسیر ایک شاہکار ہے اور قرآنی علوم کا ملتا بہ نور ہے۔

(۱۶)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپریل ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے تھے یا اپریل ۵۷۱ء میں۔ یہ امر تحقیق طلب ہے بعض علماء پہلے سن کے حق میں ہیں۔ بعض دوسرے کے۔ آیئے! ایک نئے نکتے سے اس امر کو جانچتے ہیں۔

قرآن حکیم اور عرب روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب الفیل کی تباہی ایک خارق عادت امر تھا۔ لیکن اس میں پرندوں کی نقل مکانی کا بہت بڑا دخل ہے غول کے غول پرندے نمودار ہوئے۔ انھوں نے ابرہہ کے لشکر پر سنگریزوں کی بارش کر دی۔ یہ پرندے کسی جراثیم آلودہ دلدل سے یہ زہریلے سنگریزے اٹھا لائے تھے۔ عکرمہ کی روایت ہے کہ جسے کوئی سنگریزہ لگتا۔ اسے کھجلی ہوتی اور چیچک نکل آتی اس طرح بیشتر لشکر وبا کی وجہ سے کھائے ہوئے بھوسے کی طرح ہو گیا۔ چیچک وبائی صورت اختیار کر گئی۔ عرب، حبش،

فرانس اور اٹلی اس وبا سے متاثر ہوئے۔

(۲) پرندوں کی نقل مکانی بہار کے موسم میں ہوتی ہے۔ فروری سے اپریل تک وسیع پیمانے پر پرندے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں

(۳) متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یعنی اصحاب الفیل کے واقعہ کے ۴۰ یا ۵۰ روز بعد پیدا ہوئے۔

(i) تاریخ بتاتی ہے کہ فرانس اور اٹلی میں ۵۷۰ء عیسوی میں چیچک وبائی صورت اختیار کر گئی (انسائیکلوپیڈیا)

(ii) حبشہ کی تاریخ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسی سال وہاں بھی چیچک پھیلی۔ پرندوں کی نقل مکانی مارچ ۵۷۰ء میں قرین قیاس ہے اس حساب سے اپریل ۵۷۰ء میں ولادت ہر لحاظ سے درست ہے۔

فلپ حتی اور تاریخ عرب میں اصلاع سن میلاد دیا ہے۔ مذکورہ تحقیق کے پیش نظر یہ درست نہیں ہے کیونکہ چیچک وسیع پیمانے پر ۵۷۰ء میں پھیلی نہ کہ ۵۷۱ء میں۔

"تبلیغی دورہ" کا مختصر جائزہ

مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی نے ایک ۷۲ صفحات کا کتابچہ بعنوان "تبلیغی دورہ مغربی افریقہ" پریس کے نام کے بغیر شائع کیا ہے اس کتابچہ کے پڑھنے سے مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی نہایت مخلصانہ تعلیمی و تربیتی مساعی کا ایک نقشہ سامنے آ جاتا ہے مثلاً ایک جگہ لکھا ہے :-

"معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ قادیانیوں نے اپنا ترجمہ قرآن محرف شدہ (؟) اسی ہزار کی تعداد میں یہاں تقسیم کیا ہے اور یہ تو ہر ہسپتال اور ہر ہوٹل کے ہر کمرے میں یہ قادیانی ترجمہ قرآن رکھا ہوا ملتا ہے" (کتابچہ صفحہ ۶۲)

کتابچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی منظور احمد اور مولوی خالد محمود صاحب چند رٹی رٹائی جھوٹی باتیں بیان کر کے مغالطہ دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں ورنہ اس ایک ماہ کے دورہ میں مغربی افریقہ میں جو حال ان کا ہوا اس کا ایک نمونہ ان کے اپنے مندرجہ ذیل بیان سے عیاں ہے۔ لکھتے ہیں :-

"ہم کار سے جب اترے اور معلوم کرنا چاہا کہ جلسہ کہاں ہے؟ تو ہمیں دیکھ کر فری ٹاؤن کے قادیانی سیکنڈری سکول کے پرنسپل مسٹر کمارا نے احمدیت زندہ باد کے نعرے لگائے ایک تعلیم یافتہ آدمی سے اس قسم کی اوچھی حرکت عام لوگوں کو بہت بری محسوس ہوئی یہ نوجوان مسٹر کمارا سیرالیونی ہے۔ ... جب ہمیں معلوم ہوا کہ جلسہ وہاں نہیں ہے تو ہم وہاں سے چل دیئے لیکن قادیانی مشن کے لوگوں نے پھر پانچ پانچ کاریں ہمارے پیچھے لگا دیں اور نعرے لگانے شروع کر دیئے ان میں پیش پیش پاکستانی مرزائی تھے ان میں ایک شخص عبد العزیز نامی انھیں* چلا رہا تھا اور مولوی ابوالعطاء اللہ دتا جالندھری کا لڑکا عطاء الرحیم آوازے کس رہا تھا خود مبشر الیون کے ساتھ تھا ان میں ان کے وہاں کے امام بھی شامل تھے ..... اس پریشانی اور تلاش میں ہمیں جلسہ کے ہال کا پتہ نہ چلا کہ اب تبدیل انتظام کہاں کیا گیا ہے ہمارے ساتھی ہمیں ڈھونڈ رہے تھے اور ہم ہال کی تلاش میں پھر رہے تھے" (کتابچہ صفحہ ۵۵-۵۶) ⑤

⑤ مولوی منظور احمد صاحب کے بیان میں متعدد غلط بیانیوں کے باوجود ان کی پریشان حالی اور ناکامی تو عیاں ہے۔ امید ہے کہ اس کتابچہ کو پڑھ کر اہل فہم اور دردمند مسلمان ان مولویوں کے دنیا کمانے کے ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف ہو جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

اخبارات پر نظر

اخبارات و رسائل کے چند مفید اقتباسات

(۱) قائدِ اعظم کی سہ رخی لڑائی

روزنامہ نوائے وقت لاہور لکھتا ہے:-

"اگست ۱۹۴۷ء تک قائدِ اعظم کو سہ رخی لڑائی لڑنا پڑی۔ ایک طرف ہندو کانگریس کے ان عزائم کا مقابلہ کہ وہ انگریز سے اکھنڈ بھارت کی حکومت حاصل کرے۔ دوسری طرف انگریز حکمرانوں کو ان کے فرائض کے بارے میں خبردار کرنا اور تیسری طرف نیشنلسٹ مسلم علماء، خالص مذہبی جماعتوں کے رہنما اور نیم سیاسی اسلامی تنظیموں کے حملوں کا جواب دینا۔ ان تینوں محاذوں پر قائدِ اعظم نے نہایت پامردی سے مقابلہ کیا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء ص ۳)

(۲) رسولِ پاکؐ اور صحابہؓ پر کفارِ مکہ نے آٹھ سال تک حج بند رکھا۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور لکھتا ہے:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکے سے ہجرت فرمائی اور مدینے تشریف لے گئے تو کفارِ مکہ نے مسلمانوں کے لئے حج اور عمرہ کا راستہ بند کر دیا۔ مدینے کے مسلمانوں کو، جن میں مہاجرین اور انصار سب شامل تھے اس پابندش کا سخت رنج تھا۔ ہجرت کے بعد پورے آٹھ سال تک یہ بندش قائم رہی اور مسلمان اس ساری مدت میں کفار کے اس ظلم پر بُری طرح کُڑھتے رہے کہ ڈھائی ہزار برس سے عرب کے ہر شخص کو حج اور عمرے کا جو حق حاصل تھا وہ ان سے چھین لیا گیا ہے۔ اس زمانے میں رسول اللہؐ نے مسلمانوں کو عید الاضحیٰ منانے کی ہدایت فرمائی۔ مقصود یہ تھا کہ ٹھیک اس وقت جب لوگ حج کر رہے ہوں تم بھی اپنی جگہ خدائے واحد کی عبادت کرو۔ اور وہی قربانیاں کرو جو منیٰ میں ہوتی ہیں اس سے تمہیں یہ تسکین حاصل ہوگی کہ حج سے اگر محروم ہو گئے اور منیٰ میں قربانیاں نہ کر سکے، تب بھی ہمیں یہ موقع نصیب ہو رہا ہے کہ حج ہی کے زمانہ میں ہم اللہ کی عبادت کر رہے ہیں اور وہی قربانیاں کر رہے ہیں جو منیٰ میں ہوتی ہیں۔

یہ گویا اس نقصان کا بدل تھا جو ان لوگوں کو پہنچایا گیا جنہیں ظالموں نے حج اور عمرے کے لئے جانے سے روک دیا تھا۔ لیکن فتح مکہ کے بعد بھی عید قربان کا یہ طریقہ جاری رکھا گیا اور دنیا کے ہر گوشہ میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے اسے عام کر دیا گیا۔ ظاہر بات ہے کہ حج کی سعادت صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو وہاں جانے کے ذرائع رکھتے ہوں۔ دنیا کے تمام مسلمانوں کو اس کے مواقع حاصل نہیں ہو سکتے اور نہ ہر مسلمان ہر سال حج کے لئے جا سکتا ہے اس لئے دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہ موقع بہم پہنچا دیا گیا کہ وہ جہاں بھی ہوں حج کے دن جمع ہو کر دو رکعت نماز پڑھیں اور اس کے بعد قربانی کریں تاکہ حجاج کے ساتھ وہ بھی ایک طرح سے شریک ہو جائیں"

(نوائے وقت لاہور۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۳) زبانی مسلمان"

ہفت روزہ الاسلام لاہور۔ زیرِ عنوان "زبانی مسلمان" یوں حقیقت کا اظہار کرتا ہے:۔

"ہر اک مدعی ہے کہ میں ہوں مسلماں
مگر دوستو سب زبانی زبانی
نہ خوفِ خدا اور نہ موت کا ڈر ہے
کہ پیشِ نظر ہے یہی زندگانی
مسلماں مسلماں کے خون کا ہے پیاسا
جدھر دیکھتے ہیں اُدھر آگ پانی
اخوت سلامت، نہ ایمان باقی
حقیقت گئی، رہ گئی لن ترانی
حدیث اور قرآن کو سمجھیں نہ سمجھیں
فقط رہ گئی وعظ میں قصہ خوانی"

(الاعتصام لاہور - ۲۴ دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۴) حضرت چوہدری ظفر اللہ خان اور مسئلہ فلسطین

تعصب کی حد ہے کہ احمدیوں کی خدمات ملک و قوم کو بھی طاقِ نسیان پر رکھا جا رہا ہے تاہم نوائے وقت کا یہ اقتباس غنیمت ہے۔ لکھا ہے کہ:۔

"اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک ایڈ ہاک کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی نے دو ذیلی کمیٹیاں بنائیں۔ پاکستان ذیلی کمیٹی نمبر ۲ کا ممبر تھا اور جب اس کمیٹی کے صدر نے جو کولمبیا کا نمائندہ تھا۔ صدارت سے استعفا دے دیا تو کمیٹی نے ظفر اللہ کو جو پاکستان کے نمائندے تھے اپنا صدر چن لیا۔ ذیلی کمیٹی نے فلسطین کی تقسیم کی مخالفت کی اور تجویز پیش کی کہ فلسطین کو ایک حکومت کے زیرِ انتظام آزادی دی جائے۔ پاکستان نے ایڈ ہاک کمیٹی اور جنرل اسمبلی میں فلسطین کی تقسیم کی مخالفت کی۔ مگر جنرل اسمبلی کے ارکان کی اکثریت نے فلسطین کی تقسیم کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جنرل اسمبلی میں رائے شماری کے دوران امریکہ کے دباؤ

کی وجہ سے بہت سے ممالک نے تقسیم کے حق میں ووٹ دیا۔ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ظفر اللہ نے کہا :-

"تقسیم کے فیصلہ کو اقوام متحدہ کا فیصلہ کہنے کی بجائے امریکہ کا فیصلہ کہنا زیادہ درست ہوگا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور- ۲۵ دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۵) عذابوں سے بچنے کی راہ — سچی توبہ!

مدیر سلسبیل لکھتے ہیں :-

"اہلِ پاکستان کا کوئی عمومی حادثہ کوئٹہ کا زلزلہ ہو یا پنجاب کا طوفانِ آب، ان کو عذاب نہ کہنا اور ان سے بچنے کی تدابیر دوسرے غیر مسلموں کی تدابیر کو عمل میں لانے سے عذاب سے بچنے کی ضمانت حاصل کرنا یہ قرآن سے لاتعلقی کا نتیجہ ہے۔ اگر اللہ اور اللہ کے رسول اور قرآن کو ماننے کے باوجود یہ قوم سرکشی کریگی، انسانی قدر و قیمت سے غافل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی صفات غیر اللہ کے سپرد کرے گی تو ان پر عذاب کا آنا ناگزیر ہو جائے گا۔"

(ماہنامہ سلسبیل لاہور۔ دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۵)

(۶) "جماعت اسلامی" کا کردار؟

روزنامہ مساوات ۸ دسمبر ۱۹۷۶ء لکھتا ہے :-

"جماعت اسلامی کے لیڈروں کو یہ نئی قلابازی کھانے کی کیوں ضرورت پیش آئی ہے کہ علماء دیہاتوں میں جائیں اور لوگوں کو صحیح اسلام بتائیں صحیح اسلام سے ان کی مراد جماعتِ اسلامی کے نظریات کے سوا کچھ نہیں۔ جماعت کے لیڈر جب علماء کرام میں اختلافات دور کرنے کی بات کرتے ہیں تو ان کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ علماء ان کا مسلک اپنائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جماعت اسلامی نے ہمیشہ نفاق کے بیج بونے کی کوشش کی ہے۔" قیام پاکستان سے قبل اور بعد کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

جماعت اسلامی کے لیڈروں نے جس طرح تحریک پاکستان کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اسی طرح وہ پاکستان کو مضبوط اور خوشحال بنانے کے سلسلہ میں پیپلز پارٹی اور عوامی حکومت کی جدوجہد کی مخالفت میں کوئی کسر باقی چھوڑنا نہیں چاہتے جس طرح انھوں نے قائداعظم کی ذات کو ہدفِ تنقید بنایا۔ اسی طرح وہ قائدِ عوام کو مخالفت کا نشانہ بناتے ہیں۔"

(۷) ہر پاکستانی کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی آزادی ہے،

روزنامہ امروز لاہور پاکستان پیپلز پارٹی کے وعدہ کے

پیدا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"ہر شہری کو اپنا مذہب اختیار کرنے اور اس کی تبلیغ و ترویج کرنے کی بھی آزادی دی گئی ہے۔ ہر مذہبی فرقہ کو اپنے مذہبی اداروں کے قیام و انصرام کا بھی حق دیا گیا ہے۔"

(امروز لاہور - ۲۰ دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۸) سَو شہیدوں کے ثواب کا انوکھا طریق

یقین نہیں آتا کہ کسی مولوی نے ایسا کہا ہو مگر اہلحدیث اخبار "الاسلام" راوی ہے کہ:-

"مسجد ارائیاں پورہ ہیراں سیالکوٹ میں ایک مولوی نے دورانِ وعظ مائیک پر کہا جو کوئی ایک گالی وہابیوں کو نکالے گا اس کو سَو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔"

(ہفت روزہ الاسلام لاہور - ۱۷ دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۵)

(۹) مدیر "المنبر" کا اظہارِ براءت

گزشتہ دنوں سعودی عرب کے جناب شاہ خالد پاکستان کے دورہ پر آئے تھے۔ اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں وہ تشریف لے گئے۔ مدیر المنبر لائلپور لکھتے ہیں:-

"اظہارِ محبت میں ان تینوں بڑے شہروں میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے استقبالیہ مظاہروں، اور مختلف قسم کے رقصوں کا جو مظاہرہ ہوا وہ چونکہ اسلامی شریعت کے خلاف عمل ہے اس لئے ہم ایک ادنیٰ پاکستانی مسلمان کی حیثیت سے حضرت ذوالجلال کے حضور اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ شاہ خالد کا استقبال مردوں کے علاوہ عورتوں اور نوجوان لڑکیوں سے بھی کرایا گیا اور دردناک بات یہ ہے کہ شاہ خالد نے بعض عورتوں سے مصافحہ بھی کر لیا۔ اس سے بھی اسی طرح اظہارِ براءت، جس طرح دوسرے خلافِ شریعت اعمال و اقدامات سے۔"

(ہفت روزہ المنبر لائلپور - ۱۲ نومبر ۱۹۷۶ء)

(۱۰) جناب احمد رضا بریلوی اور انگریزی حکومت

ہفت روزہ الاعتصام رقمطراز ہے:-

"سیاسی نعرات ہی کو قیام پاکستان کا باعث بتلایا جا رہا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کے بریلوی "اعلیٰ حضرت" نے انگریزوں کی نہ صرف حمایت کی تھی اور ان کے خلاف قتال و جہاد کرنا ناجائز کہا تھا بلکہ انگریزوں کے خلاف جدوجہد کرنے والے مجاہدین اور فرزندانِ اسلام کو کافر، مرتد، اور نہ جانے کیا کچھ کہا اور پھر ان "اعلیحضرت" کے پیروکاروں نے تحریک پاکستان کے قائد اور اس میں حصہ لینے والوں کو کافر و مرتد اور جہنم کا ایندھن بتلایا۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور - ۱۷ دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۲)

حاصلِ مطالعہ

محترم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد

ربوہ کو دارالسلطنت بنانے کی تجویز

روزنامہ کوہستان (راولپنڈی) نے بائیس برس قبل مندرجہ ذیل دلچسپ نوٹ شائع کیا:۔

"راولپنڈی سے الطاف سرحدی لکھتے ہیں کہ مغربی پاکستان۔ دارالسلطنت کے لئے نہ لاہور موزوں ہے نہ پشاور اور نہ راولپنڈی۔ اس کے لئے موزوں جگہ پاکستانی قادیانیوں کا مرکز ربوہ ہے ان کے خیال میں ربوہ ایک مرکزی مقام ہے اور نیا نیا آباد ہوا ہے اور اس کو دارالسلطنت بنانے سے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے قادیانیوں کی مرکزیت کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے۔ معلوم نہیں ہمارے ارباب اختیار اس تجویز پر غور کرتے بھی ہیں یا نہیں؟ لیکن سرحدی صاحب نے جو نکتہ پیدا کیا ہے وہ نادر بھی ہے اور لاجواب بھی۔"

(کوہستان - یکم جنوری ۱۹۵۵ء صفحہ ۳ کالم ۵)

علامہ اقبال اور دیوبند شریف

ماہنامہ الرشید (لاہور) اپنی فروری۔ مارچ ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"معاف کیجئے ہم علامہ اقبال کے پورے احترام کے باوجود ان کو پیغمبر یا صحابی نہیں سمجھتے وہ مسلمانوں کے عظیم مفکر تھے۔ ان کو ایک غلط بات پہنچی اور انھوں نے اس سے متاثر ہو کر فوراً ایک نظم لکھ دی اور پھر حضرت مدنی کی تقریر کے الفاظ ہیں۔ "قومیں اوطان سے بنتی ہیں اور علامہ اقبال نے ملت از وطن است استعمال کیا ہے۔" (ص ۳۶)

علامہ اقبال کے چند نایاب نعتیہ اشعار

علامہ اقبال نے مندرجہ ذیل اشعار ۱۹۲۹ء میں ادارہ الفضل کی درخواست پر ارسال فرمائے اور اخبار الفضل ۳۱ مئی ۱۹۲۹ء کے سیرت خاتم النبیین نمبر میں

صفحہ ۱۶ پر جلی قلم سے اور نمایاں چوکھٹے میں زیبِ قرطاس کئے گئے :۔ سے

باخدا در پردہ گویم با تو گویم آشکار
یا رسول اللہ او پنہان و تو پیدائے من
تیغ لا در پنجۂ ایں کافرِ دیرینہ دہ
باز بنگر در جہاں ہنگامۂ الّائے من
بہرِ دہلیز تو از ہندوستاں آوردہ ام
سجدۂ شوقے کہ خوں گردید در سیمائے من

ترجمہ: خدا تعالیٰ کو تو پردہ میں لیکن آپ کے حضور واشگاف لفظوں میں عرض کرتا ہوں کہ یا رسول اللہ وہ میرے لئے پوشیدہ ہے، آپ ظاہر ہیں۔ آپ اس کافرِ دیرینہ کے پنجہ کو لا کی تیغ عطا فرماویں۔ پھر جہاں میں میرے الا کا ہنگامہ دیکھیں۔ میں ہندوستان سے تیرے آستانہ کے لئے اس شوق کا سجدہ لے کر آیا ہوں جو میری پیشانی میں لہو بن گیا ہے۔

کوئی بھی ختمِ نبوّت کا قائل نہیں رہا

تقریباً ۱۷ سال کا عرصہ ہوا کہ انجمن تبلیغ القرآن ۳۲ جی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور نے "آسان قرآن مجید" کے نام سے سورہ بقرہ کا اردو ترجمہ و تفسیر شائع کی تھی اس تفسیر کے سرورق پر لکھا ہے کہ "محترم علی احمد خاں دانشمند بی اے علیگ کی محنتِ شاقہ کا نتیجہ ہے جو عربی و فارسی کے بہت بڑے عالم، اعلیٰ سائنسدان، قلاسفر اور مسلمانوں میں پہلے مکینیکل انجینئر ہیں۔" ذیل میں اس تفسیر کا ایک نمونہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"یہ کس قدر قابلِ افسوس مقام ہے کہ مسلمانوں کے ہر فرقہ نے ختمِ نبوت کو ختم کر رکھا ہے۔ کوئی فرقہ بھی ختمِ نبوت کا قائل نہیں رہا ..... اب جو سنّی مسلمان کہلانے والا فرقہ ہے جو اپنے تئیں اصل حضرت محمد صلعم کا پیرو سمجھتا ہے۔ وہ بھی تو ختمِ نبوت کو ختم کر بیٹھا ہے۔ اُن کا عقیدہ بھی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ چوتھے آسمان پر بیٹھے ہیں اور وہ قیامت کے نزدیک زمین پر تشریف لائیں گے..... کیا اس عقیدہ نے ختمِ نبوت کو ختم نہ کر دیا اور قرآنِ حکیم کے خلاف یہی عقیدہ باقی تمام مسلمانوں کا ہے پھر ان کے عقیدہ کے مطابق اگر کسی نے مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا تو یہ فرقے اتنے کیوں سٹپٹائے؟" (ص ۸)

"پس قصہ مختصر یہ کہ تمام مسلمانوں کو یہ عقیدہ دل سے پوری طرح نکال دینا چاہیئے کہ حضرت محمد صلعم رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی آئے گا یا عیسیٰ مسیح پھر دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ یا کوئی مہدی آئے گا یا مجدد آئے گا۔ اور نہ کسی پیر یا گرو پکڑنے کی ضرورت ہے نہ مرشد کی"
(ص ۹)

ایک اہم پیشگوئی

مولانا سید محمد سبطین السرسوی کا شمار فرقہ امامیہ کے ممتاز محققین میں ہوتا ہے۔ امام مہدی کی نسبت "الصراط السوی فی احوال المهدی" کے نام سے آپ کی ایک مفصل تصنیف شائع شدہ ہے جس کے صفحہ ۵۰۰ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وہ لوگ اول اس (مہدی موعود) کی تصدیق کر سکتے ہیں اور اس کو پہچان سکتے ہیں۔ اس کے اتباع و اطاعت میں سبقت کر سکتے ہیں جو پہلے سے مومن ہوں۔ الّا اس کے منتظر جب تک ان میں حالت منتظرہ پہلے سے پیدا نہ ہو گی۔ ہرگز اطاعت و اتباع میں سبقت نہ کر سکیں گے بلکہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے ...... بلکہ اس کے مقابلہ کو تیار اور عداوت و دشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے اور ہر طرح سے اس کو اور اس کے معتقدین کو اذیت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ علماء اس کے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہل دُول اس کے قتل کے لئے فوجیں بھیجیں گے اور یہ تماماً نام کے مسلمان ہی ہوں گے۔"

(صفحہ ۵۰۰ طبع دوم ناشر امامیہ کتب خانہ۔ موچی دروازہ لاہور)

ظہورِ مہدیؑ کی بشارت

مشہور اہل حدیث عالم جناب نواب صدیق حسن خان نے ذوالحجہ ۱۳۰۲ھ (مطابق ستمبر ۱۸۸۵ء) میں تفسیر آلِ عمران کے ضمن میں لکھا:۔

"کوئی صورت فیصلے کی نظر نہیں آتی هل من مبارز یبارزنی۔ لکن ہم کو امید نہیں ہے کہ کوئی مقلد خصوصاً اہل رائے مباہلہ کرنے پر طیار ہو خیر اگر مباہلہ نہیں کرتے ہیں تو ہم بھی چپکے بیٹھے ہیں وہ زمانہ بھی اب قریب آگیا ہے کہ مہدی موعود ظاہر ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں ان کے ظہور و نزول کے بعد یہ سارا قصہ بدون مباہلہ کے طے ہو جاوے گا۔ قَضِيَّةُ الْمُدَّةِ الطُّولٰى قَدِ انْفَصَلَتْ بلکہ کچھ نرے کفار ہی اس وقت مبارک میں لپٹ نہ ہوں گے سارے اہل رائے و قیاس کا بھی دیوالہ نکل جاوے گا تمام جہان میں غلغلہ اتباع کتاب و سنت کا پڑ جاوے گا۔ ڈنکا دین خالص کا بجے گا۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔"

(ترجمہ تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان جلد ۳ صفحہ ۴۲ مطبوعہ جمادی الآخر ۱۳۰۷ھ (جنوری ۱۸۹۰ء) ناشر شیخ محی الدین تاجر کتب لاہور مطبع صدیقی۔ لاہور)

(یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء کے آخر میں "فتح اسلام" تصنیف کی جس میں مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا باذن الٰہی دعویٰ فرمایا)

ظہورِ مہدی کے لئے آہ و پکار

جناب دل محمد دلشاد پسروری بارھویں صدی ہجری میں فارسی زبان کے ایک ممتاز شاعر گزرے ہیں۔ آپ راجہ رنجیت دیو، نواب معین الملک اور آدینہ بیگ کے ہم نشینوں میں سے تھے۔ آپ کا کلام "دیوانِ دلشاد" کے نام سے معروف ہے۔

آپ کا زمانہ بہت پُرآشوب تھا۔ سکھ اور مرہٹے ملک میں فتنہ و فساد برپا کر رہے تھے۔ ملک کو نادر شاہ نے تاخت و تاراج کر دیا اور ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ حضرت دلشاد پسروری نے ان ملکی حالات کا ذکر ایک دردانگیز نظم میں کیا اور آخر میں لکھا :— ؎

امام مہدی آخر زماں! بیا وقت است
ندانم از تو شود کی ظہور، یا قسمت

یعنی اے امام مہدی آخر زماں!! آ کہ تیرے آنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ وائے قسمت! تیرا ظہور کب ہوگا۔ (تذکرہ شعرائے پنجاب۔ ص ۱۴۸ ناشر اقبال اکادمی کراچی۔ مؤلفہ کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب)

تبلیغی جماعت کے "تبلیغی کارنامے"

ماہنامہ المجاہد (دار برٹن) کے اگست ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں مدیر "المجاہد" شیخ غلام احمد نقشبندی نے (تبلیغی جماعت سے تبادلہ خیالات کے بعد) تبلیغی جماعت کے حسبِ ذیل "کارنامے" گنوائے ہیں :—

"(۱) مولانا الیاسؒ نے جس غرض کے لئے یہ کام شروع کیا تھا بعد میں آنے والے جماعت کے امیروں نے اس میں سیاسی مقاصد شامل کر لئے ہیں (۲) امیر جماعت کا عالم ہونا ضروری نہیں رہا۔ امارت کا معیار زیادہ سے زیادہ چلّہ کشی قرار دیا گیا ہے (۳) یہ طریقہ تبلیغ کی نسبت تزکیۂ نفس کے زیادہ قریب ہے گویا یہ چلتی پھرتی خانقاہیں ہیں۔ (۴) قرآن کی تعلیمات کو جان بوجھ کر نظرانداز کیا جا رہا ہے (۵) جماعت کی چھ باتوں میں حج، زکوٰۃ اور جہاد کو سوچی سمجھی سکیم کے تحت شامل نہیں کیا گیا۔ (۶) نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ تمام عبادتیں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہیں اور جہاد اللہ کے قانون کو جاری رکھنے کے لئے ہے مگر انھوں نے نماز ہی کو اصل دین قرار دے دیا ہے۔ جہاد کا نام لینا بھی ان میں گناہ ہو گیا۔ (۷) ایک دو چلّوں میں آدمی نمازی تو ہو جاتا ہے مگر دین دار نہیں ہوتا الّا ماشاء اللہ۔ وہ اسی طرح سُود کا

کاروبار کرتا ہے سینما دیکھتا ہے رشوت
کھاتا ہے کم تولتا ہے دوسروں کے حق
غصب کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے عرس
مناتا ہے بدعتیں رائج کرتا ہے۔ اور
مروجہ رسوم میں شرکت کرتا ہے اور وہ
اس میں حق بجانب بھی ہے کیونکہ اس کو نہ
قرآن سنایا جاتا ہے اور نہ اس کے احکام
سکھائے جاتے ہیں۔ (۸) ہر مسجد میں تبلیغی
نصاب کی کتاب پڑھ کر باقاعدگی سے
سنائی جاتی ہے۔ خطرہ ہے کہ لوگ
آہستہ آہستہ قرآن کو چھوڑ کر اسی کو
الہامی کتاب کا درجہ دے دیں گے
(۹) بدعات اور خلافِ شرع رسموں کی
تردید نہیں کی جاتی اور نہ عقائد کی اصلاح
کی جاتی ہے۔ (۱۰) چلّہ کشی کو نبی اکرم
صلعم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی سنت قرار دیا جاتا ہے جو
بالکل غلط ہے بلکہ یہ ایک جدید مذہب
ہے جس کے اپنے چھ اصول ہیں۔ (۱۱)
جذبہ آزادی، ولولۂ جہاد اور شوقِ
شہادت بڑے سے بڑے امیر میں بھی
نام کو نہیں ہے۔ نماز پڑھنے کی آزادی
کو ہی آزادی سمجھا جاتا ہے۔ (۱۲) دفاعِ
وطن کا بالکل خیال نہیں کیا جاتا بلکہ
اس موقع پر چلّہ کشی کو زیادہ زور سے
چلایا جاتا ہے۔ (۱۳) لاکھوں روپیہ
خرچ کر کے غیر ملکوں میں تبلیغ چلّہ کی
جاتی ہے جس کا نتیجہ مسلمانوں کی اقتصادی
بدحالی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے
(۱۴) قرآنی نظام کو ملک میں رائج کرنے
کے لئے کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔
(۱۵) جس کو حج کی استطاعت ہو اس
کو مکہ میں تبلیغ چلّہ کے لئے بھیجا جاتا
ہے اور جس کو استطاعت نہ ہو اس
کو سیدھا لندن و پیرس بھیجا جاتا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ موخر الذکر کو خرچہ
کو اپنے پاس سے دیا جاتا ہے۔ رائے
ونڈ کے مرکز میں مطبخ پر کافی خرچہ ہوتا
ہے۔ یہ خرچہ کہاں سے آتا ہے
کسی معلوم نہیں سوائے ایک دو
امیروں کے جس سے پوچھو وہ کہتا
ہے کہ خدا بھیجتا ہے۔ (۱۶) معلوم
ہوتا ہے کچھ سرمایہ دار باقاعدگی
سے چندہ بھیجتے ہیں جو زیادہ تر
زکوٰۃ، رشوت، سود اور حیلہ بدل
کی رقوم پر مشتمل ہوتا ہے۔ (۱۸)
ہر ماہ میں جماعت کے مشیروں کی رائے
ونڈ میں میٹنگ ہوتی ہے جس میں
اگلے ماہ کا بجٹ بنایا جاتا ہے۔ یہ
میٹنگ تین دن جاری رہتی ہے

(۱۸) ۱۹۶۵ء کی پاکستان و بھارت کی
جنگ کے بعد اس جماعت کی سرگرمیاں
بہت بڑھ گئی ہیں جس کا نتیجہ ۱۹۷۱ء میں
پاکستان کی شکست کی صورت میں ظاہر
ہوا ہے۔ آئندہ خدا جانے کیا ہو۔ (۱۹)
اس جماعت میں دین کا رنگ ضرور چڑھتا
ہے مگر وہ اتنا کچا ہوتا ہے کہ ہر سال چلّہ
لگانے کی ضرورت پیش آتی ہے ورنہ وہ
رنگ اتر جاتا ہے مگر اولیاء اللہ کی
صحبت کا رنگ پکّا اور دیرپا ہوتا ہے
(۲۰) فحاشی، عریانی، سود خواری، سینما
بینی، رشوت ستانی، ذخیرہ اندوزی،
سگرٹ نوشی اور بدعتوں کا دور دورہ
ہے مگر اس کی طرف یہ جماعت بالکل
توجہ نہیں دیتی۔ (۲۱) نمازیوں میں
اضافہ ہی مقصود ہوتا تو حکومت
ایک کروڑ مرزائیوں کو کافر قرار نہ
دیتی جو سارے کے سارے نمازی
تھے اور غیر ممالک میں سینکڑوں مرکزوں
میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔ (۲۲) اندازہ
لگایا گیا ہے کہ چلہ پہ چلّہ لگانے سے
آدمی کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔
وہ سمجھنے بوجھنے سے عاری ہوتا ہے
اور اطاعت امیر کا جذبہ اس پر اتنا
غالب آجاتا ہے کہ اس کے لئے امیر ہی
حجت ہو جاتا ہے اور اصل حجت جو
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے
اس کی وقعت اس کی نظروں سے گر
جاتی ہے۔ حالانکہ سنّت و بدعت کو
پرکھنے کی کسوٹی ہمارے پاس صرف قرآن
اور سنتِ رسول ہے۔"

(ماہنامہ "المجاہد" واربرٹن۔ ماہ اگست ۱۹۷۵ء صفحہ ۹)

شہزادہ دارا شکوہ قادریؒ کا ایک قطعہ

مندرجہ ذیل قطعہ حضرت شہزادہ دارا شکوہ بن
شاہجہان کا نتیجہ فکر ہے ؎

بہشت آنجا کہ ملّائے نباشد
ز ملّا شور و غوغائے نباشد
جہاں خالی شود از شور ملّا
ز فتوی ہائش پروائے نباشد
درآں شہرے کہ ملّا خانہ دارد
درآنجا ہیچ دانائے نباشد

(منتخبات آثار صفحہ ۲۹ بحوالہ تذکرہ شعرائے پنجاب صفحہ ۲۹۰
مرتبہ کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب ناشر اقبال اکادمی
کراچی ۱۹۶۷ء)

یعنی۔ بہشت وہ مقام ہے جہاں
ملّا اور اس کا شور و غوغا نہ ہو۔
جہاں ملّا کے شور سے خالی ہو اور اس
کے فتووں سے بے نیاز ہو۔ جس شہر
میں ملّا رہتا ہو اس میں کوئی دانا نہیں

رہ سکتا۔

علماء کرام کے بعض مخصوص نام

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے مولوی محمد شمس الدین مرحوم تاجر مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"بلند رتبہ فضلاء کے علاوہ ان کی دکان پر بعض ایسے کردار بھی چلے آتے جو بحث و تحیص کے علاوہ مولانا کی تواضع اور نفیس چائے پر نظر رکھتے تھے ان میں سے بعض اپنے ادبی ناموں سے ایک وقت یاد رہے اور بعض اپنے مخصوص ناموں کی وجہ سے احباب کے لئے تفنن طبع کا سامان بنتے مولوی وچھی، مسٹر پیسٹی پاٹ، مولوی کلہاڑا، مولوی چھرا، بابا بارہ من، مولوی روح کھچ، بے چین روح، مولوی ملک الموت، سائیں تاجا، میاں حمیدا، پیر کھسوڑی، مولوی مرغ و ماہی وغیرہ کرداری نام آنے والوں کی عادات و اخلاق پر روشنی ڈالتے تھے"

(تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور ص۳۹۵ ناشر مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور مطبوعہ جنوری ۱۹۷۵ء)

آنحضرتؐ کے نام کا استحصال

مولانا کوثر نیازی وفاقی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان کی کتاب "میلاد النبی اور اس کے تقاضا" سے ایک فکر انگیز اقتباس:۔

"کب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، محبت اور علم کی باہمی آویزش کا نقطہ بنی رہے گی اور ہم یہ باتیں کب تک سنتے رہیں گے کہ فلاں گروہ اس لئے کافر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت نہیں رکھتا جتنی محبت کا اظہار معترض گروہ کرتا ہے اور فلاں گروہ اس لئے گردن زدنی ہے کہ وہ محبت، محبت میں بدعتی ہو گیا۔ مختصر لفظوں میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اور اسم گرامی کو کب تک اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کرتے رہیں گے اور عوام کالانعام کے خلوص و عقیدت کا استحصال کب تک ہوتا رہے گا۔" (ص۲۵)

عوام خدا ہیں

چیئرمین ماؤزے تنگ کی ۱۱ جون ۱۹۷۵ء کی ایک اہم تحریر:۔

"آج بھی دو بڑے پہاڑ چینی عوام کو
دبائے ہوئے ہیں ان میں سے ایک
سامراجیت اور دوسرا جاگیرداری ہے
چینی کمیونسٹ پارٹی نے ان پہاڑوں
کو کھود کر اپنے راستے سے ہٹانے کا
تہیہ کر رکھا ہے ہمیں جانفشانی سے
کام کرکے خدا کو متاثر کرنا ہوگا ہمارا
خدا چینی عوام ہیں۔ اگر وہ ہمارے
ساتھ مل کر ہمارا ہاتھ بٹائیں تو ہم
ان دونوں پہاڑوں کو اپنے راستے سے
ہٹا سکتے ہیں۔"

(تعلیمات - ص ۱۳۹ - ناشر مکتبہ میری لائبریری لاہور
مطبوعہ ۱۹۶۷ء ص ۱۳۹)

فلسطین کو "الرسول" کا انتظار

الفتح کا المیہ ترانہ جو شاعر فلسطین نزار قبانی نے لکھا:-

"یا فتح نحن مكة ننتظر الرسولا
یا "فتح" مرت سنة
ولم یزل خنجر اسرائیل فی ظهورنا
ولم نزل نبحث فی الظلام عن
قبورنا۔"

(رسالہ ثورة حتی النصر۔ مطبوعہ آزاد کشمیر پرنٹنگ
پریس۔ ۱/۸۱ شاہراہ قائداعظم۔ لاہور)

ترجمہ: اے فتح ہم مکہ میں۔ اور
"الرسول" کے منتظر ہیں۔
اے فتح ایک سال بیت چکا ہے۔
مگر ابھی تک اسرائیل کا خنجر ہمارے
سینوں میں پیوست ہے
اور ہم ابھی تک اندھیروں میں اپنی قبریں
کھود رہے ہیں۔

پوری انسانیت دورِ جاہلیت میں

جناب مولانا کوثر نیازی وفاقی وزیر مذہبی امور
پاکستان تحریر فرماتے ہیں:-

"آج انسانیت پر پھر وہی عالم طاری
ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت اور بعثت کے وقت طاری
تھا۔ دنیا پھر ضلالت اور گمراہی کے
اندھیروں میں کھو چکی ہے۔ انسان،
انسان کا پھر خدا بن چکا ہے......
انسان پھر دکھی ہے اور اسے اپنے
دکھ درد کے مداوا کی تلاش ہے"

(میلاد النبی اور اس کے تقاضے ص ۵
طبع سوم - مارچ ۱۹۷۵ء شائع کردہ - وزارت مذہبی
امور - حکومت پاکستان اسلام آباد)

○

ہمارا کامیاب ترین جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء

ملکی اخبارات کی رپورٹیں

از قلم مولانا دین محمد صاحب شاہد ایم اے مربی سلسلہ احمدیہ راولپنڈی

براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ میں یعنی ۱۸۸۰ـ۸۴ء میں حضرت بانی جماعت احمدیہ کو کوئی شہرت حاصل نہ تھی بلکہ آپ انتہائی گمنامی کے عالم میں تھے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" اور عربی زبان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ـــــــ "فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَ تُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔" یعنی اب وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کی جائے گی اور تجھے لوگوں میں نیک نامی سے شہرت دی جائے گی۔

گزشتہ ۸۶ سال کی شدید ترین مخالفتوں میں کوئی شخص خیال نہیں کر سکتا تھا کہ یہ اخبار غیبیہ پوری ہوں گی۔ مگر عالم الغیب ہستی نے جو فرمایا تھا اسے پورا کر دکھایا ـــــــ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے شدید ترین مخالفتوں اور رکاوٹوں کے باوجود جلسہ سالانہ کے موقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ اور آپ کا پیغام برق رفتاری سے TELEX SYESTEM پر چند منٹوں میں ملک بھر میں اور دنیا بھر میں پہنچ جاتا ہے اور اگلے روز ملک بھر میں اخبارات میں جلسہ سالانہ کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اور جلسوں کی خبریں بھی دور جدید کی تیز رفتار مشینوں TELEX کے ذریعہ ملک بھر میں اور دنیا بھر میں برق رفتاری سے پھیل کر شائع ہو جاتی ہیں۔ مگر ان دنیاوی جلسوں میں سے کسی جلسہ کے لئے سالہا سال قبل وحی و الہام سے اللہ تعالیٰ نے کوئی خبر نہیں دی۔ جیسا کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ اور حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے پیغام کو وحی و الہام سے زمین کے کناروں تک برق رفتاری سے پہنچانے کی خبر دی گئی ہے اور نہ ان لوگوں کی مخالفت ہوتی ہے جیسی جماعت احمدیہ کی ہوتی

ہے۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کی خبروں کا برق رفتاری سے ملک بھر میں پھیلنا اور شائع ہونا اور اخبارات کے ذریعہ لاکھوں افراد تک پہنچنا خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک بڑا نشان ہے جس پر صاحبِ عرفان انسان جس قدر غور کرتا ہے اسی قدر اس کا ایمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر اور سید الانبیاء نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بڑھتا ہے۔

ملکی اخبارات میں امسال جلسہ سالانہ کی خبروں کو بعض خصوصیتیں حاصل ہیں۔ امسال گزشتہ سالوں کی نسبت ملکی اخبارات میں جلسہ سالانہ کی خبریں زیادہ تعداد میں اور پہلے سے زیادہ تفصیلی اور پہلے سے نسبتاً زیادہ صحیح شائع ہوئی ہیں اور اس دفعہ جلسہ سالانہ کی بین الاقوامی حیثیت کو پہلے سالوں کی نسبت نمایاں طور پر شائع کیا گیا ہے پہلے سالوں کی نسبت جماعت کو قادیانی لکھنے کی بجائے اکثر اخبارات میں شریفانہ انداز میں "جماعت احمدیہ" لکھا گیا ہے۔ جلسہ کی حاضری کو بھی واقعہ کے مطابق اکثر اخبارات نے ایک لاکھ اور ایک لاکھ سے زائد بیان کیا ہے۔

امسال جلسہ سالانہ کی تاریخیں تعلیمی ادارے کھلنے تھے اس وجہ سے طالب علموں اور ان کے والدین اور رشتہ داروں کے آنے میں خاصی بڑی رکاوٹ تھی۔ اور بھی متعدد رکاوٹیں تھیں تاہم لاکھ سے زائد افراد کا جلسہ میں شامل ہونا خدا تعالیٰ کا بہت بڑا نشان ہے۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد سے قبل شائع شدہ خبریں

(۱) روزنامہ مساوات لاہور

"جماعت احمدیہ کا ۸۴ واں سالانہ جلسہ

ربوہ۔ ۱۹ نومبر (نامہ نگار) جماعت احمدیہ کا چوراسی واں سالانہ جلسہ ۱۰-۱۱-۱۲ دسمبر کو ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق جماعت کے جلسہ سالانہ میں ڈیڑھ لاکھ افراد شرکت کریں گے۔ جلسہ کا افتتاح امام جماعت احمدیہ حافظ مرزا ناصر احمد کریں گے۔ جماعت کے اس سہ روزہ سالانہ جلسہ میں دیگر علماء کے علاوہ مولانا ابوالعطاء جالندھری، مولانا محمد علی جوہر کے بھتیجے مرزا عبدالمالک خان۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد، صاحبزادہ مرزا طاہر احمد اور مولانا قاضی محمد نذیر لائلپوری۔ ہستی باری تعالیٰ، سیرت خاتم النبیین، فضائل قرآن اور دیگر اسلامی مسائل پر تقاریر کریں گے۔ ڈیڑھ لاکھ افراد کے قیام و طعام کا تمام انتظام صدر انجمن احمدیہ کرے گی۔"

(۲۰ نومبر ۱۹۷۶ء)

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ یہی خبر مؤرخہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۹ء کے لاہور کے روزنامہ سیاست، روزنامہ مساوات، روزنامہ امروز اور روزنامہ پاکستان ٹائمز میں بھی کسی قدر الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

(۲) روزنامہ نوائے وقت لاہور

"ربوہ کا سالانہ جلسہ ۱۰ دسمبر کو شروع ہوگا۔

ربوہ۔ ۳۰ نومبر (پ پ ا) جماعت احمدیہ کا سہ روزہ سالانہ جلسہ ۱۰ دسمبر سے ۱۲ دسمبر تک منعقد ہوگا۔ ان جلسوں میں ۵۰ زبانوں میں خطابات دیئے جائیں گے۔ ان میں عربی، جرمنی، پرتگالی، انگلش اور چینی شامل ہیں۔ امام جماعت احمدیہ جلسہ کا افتتاح کریں گے۔ جماعت کے سہ روزہ سالانہ جلسہ میں دیگر مقررین کے علاوہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد، مولانا ابو العطاء جالندھری، قاضی محمد نذیر لائلپوری، عبدالمالک خان، صاحبزادہ مرزا طاہر احمد تقاریر کریں گے۔ ایک اندازے کے مطابق سالانہ جلسہ میں ڈیڑھ لاکھ افراد شرکت کریں گے۔"

(یکم دسمبر ۱۹۷۶ء)

یہی خبر مؤرخہ یکم دسمبر ۷۶ء کو نیوز ایجنسی پی پی آئی کے حوالے سے لاہور کے روزنامہ مساوات نے بھی شائع کی اور اسی خبر کو مؤرخہ یکم دسمبر ۷۶ء کے شمارہ میں لاہور کے روزنامہ مساوات نے اپنے نامہ نگار اور روزنامہ سیاست نے جماعتی پریس ریلیز کے حوالے سے شائع کیا۔

(۳) روزنامہ مشرق لاہور

"جماعت احمدیہ کا کنونشن ۱۰ دسمبر کو شروع ہوگا

ربوہ۔ ۵ دسمبر۔ جماعت احمدیہ کا سالانہ سہ روزہ کنونشن ۱۰ دسمبر کو ربوہ میں شروع ہوگا۔ اس کا افتتاح جماعت احمدیہ کے امام مرزا ناصر احمد کریں گے۔ جلسہ میں دنیا کے مختلف حصوں سے تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد شریک ہوں گے جن کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرے گی۔ جلسہ کا ایک شعبہ اجلاس ہوگا اور پچاس غیر ملکی زبانوں میں تقاریر ہوں گی۔ مولانا ابو العطاء، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد، مولانا عبدالمالک خان، صاحبزادہ مرزا طاہر احمد، مولانا قاضی محمد نذیر لائلپوری اور دوسرے مقرر خطاب کریں گے۔"

(۶ دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۴) روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی

"جماعت احمدیہ کا سہ روزہ سالانہ اجلاس

راولپنڈی۔ ۴ دسمبر (سٹاف رپورٹر) جماعت احمدیہ کے ایک پریس ریلیز کے مطابق جماعت کا ۸۴ واں سہ روزہ

سالانہ اجلاس ۱۰-۱۱-۱۲ دسمبر کو ربوہ میں منعقد ہوگا۔ جس کا افتتاح جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کریں گے۔ پریس ریلیز کے مطابق ۱۱-۱۲ دسمبر کو سوا دو بجے بعد دوپہر امام جماعت احمدیہ دو اہم تقاریر کریں گے۔ اور اپنے امریکہ، کینیڈا اور یورپ کے دورے کے بارے میں حالات بتائیں گے۔"

(نوائے وقت راولپنڈی۔ ۵ دسمبر ۷۶ء)

اس خبر کو لاہور سے شائع ہونے والے روزنامہ نوائے وقت نے بھی مورخہ ۸ دسمبر ۷۶ء کو شائع کیا۔

(۵) روزنامہ جنگ راولپنڈی

"ربوہ میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

راولپنڈی۔ ۴ دسمبر (پ ر) ربوہ میں جماعت احمدیہ کا ۸۴ واں سہ روزہ سالانہ جلسہ مورخہ ۱۰-۱۱-۱۲ دسمبر بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس کا افتتاح جماعت احمدیہ کے امام حافظ مرزا ناصر احمد کریں گے۔ ۱۱-۱۲ دسمبر کو سوا دو بجے بعد دوپہر امام جماعت احمدیہ دو اہم تقاریر کریں گے جس میں دوران سال اہم جماعتی خدمات بیان کرنے کے علاوہ امریکہ، کینیڈا اور یورپ کے حالیہ تین ماہ کے تبلیغی و تربیتی دورے کے حالات بھی بیان کریں گے۔ امام جماعت احمدیہ مورخہ ۱۰ دسمبر کو خطبہ جمعہ بھی دیں گے۔ جماعت احمدیہ کی احمدی خواتین کا سہ روزہ سالانہ جلسہ بھی ربوہ میں انہی ایام میں مورخہ ۱۰-۱۱-۱۲ دسمبر کو مردوں سے الگ پردہ کے ماحول میں منعقد ہوگا۔ جس میں احمدی خواتین کی تنظیم کی صدر، غیر ملکی احمدی خواتین اور دیگر اہل علم خواتین خطاب کریں گی" (۵ دسمبر ۷۶ء)

(۶) روزنامہ جنگ کراچی

"ربوہ میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

ربوہ۔ ۶ دسمبر (پ ر) یہاں جماعت احمدیہ کے اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ ربوہ میں جماعت احمدیہ کا ۸۴ واں سہ روزہ سالانہ جلسہ ۱۰-۱۱-۱۲ دسمبر کو منعقد ہوگا۔ ۱۰ دسمبر بروز جمعہ صبح سوا نو بجے امام جماعت احمدیہ مرزا ناصر احمد سالانہ اجلاس کا افتتاح کریں گے۔ ۱۱-۱۲ دسمبر کو سوا دو بجے بعد دوپہر امام جماعت احمدیہ دو اہم تقریریں کریں گے۔ جن میں دوران سال اہم جماعتی خدمات بیان کرنے کے علاوہ امریکہ، کینیڈا اور یورپ کے اپنے حالیہ تین ماہ کے دورے کے حالات بھی بیان کریں گے۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کو دنیوی سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ان کا خالص مذہبی جلسہ ہے۔ انہی

ایام میں جماعت احمدیہ کی خواتین کا سہ روزہ اجلاس ہوگا جو مردوں سے الگ پردہ کے ماحول میں منعقد ہوگا۔ احمدی خواتین کی مرکزی تنظیم کی صدر اور بیگم امام جماعت احمدیہ غیر ملکی خواتین اور دیگر اہل علم خواتین خطاب کریں گی۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ اس سالانہ جلسہ میں سابق چیف جج عالمی عدالت و سابق وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خان، مشہور عالمی سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام، عالمی بنک کے ڈائریکٹر مرزا مظفر احمد اور دیگر بین الاقوامی شخصیتیں شریک ہوں گی۔ کئی سالوں کے بعد بنگلہ دیش اور ہندوستان کے احمدی بھی جلسہ میں شریک ہوں گے۔"

(۸ دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۷) روزنامہ حریت کراچی

"جماعت احمدیہ کا سالانہ اجلاس ۱۰ دسمبر سے ۱۲ دسمبر تک ربوہ میں ہوگا

کراچی ۶ دسمبر (پ ر) آج یہاں ڈاک سے موصول ہونے والے جماعت احمدیہ ربوہ کے ایک پریس ریلیز کے مطابق جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ میں جماعت کا ۸۴ واں سہ روزہ سالانہ اجلاس ۱۰ دسمبر سے ۱۲ دسمبر تک ہوگا۔ جس کا افتتاح جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کریں گے۔ پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ مرزا ناصر احمد افتتاحی خطاب کے علاوہ ۱۱۔ اور ۱۲ دسمبر کو دو اہم تقاریر کریں گے۔ جلسہ گاہ میں پاکستان کا جھنڈا اور لوائے احمدیت بھی لہرایا جائے گا۔ پریس ریلیز میں مزید کہا گیا ہے کہ اس غیر معمولی سالانہ جلسے میں امریکہ، یورپ، افریقہ اور ایشیا کے ممالک سے احمدی وفود کے علاوہ پاکستان کے مختلف علاقوں سے ایک لاکھ سے زائد احمدی شریک ہوں گے۔ جلسہ کے زائرین کے لئے گزشتہ ۲۷ برس کی طرح حکومت پاکستان کا محکمہ ریلوے امید ہے کہ اس سال بھی مختلف مقامات سے سپیشل گاڑیاں چلانے اور دیگر گاڑیوں کے ساتھ ربوہ جانے کے لئے زائد بوگیوں کا انتظام کرے گی۔ پریس ریلیز کے مطابق بیرونی وفود میں بنگلہ دیش اور ہندوستان کے احمدی وفود بھی شامل ہوں گے جو اہم شخصیتیں اجلاس میں شریک ہونگی ان میں چوہدری محمد ظفر اللہ مشہور عالمی سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام، صاحبزادہ مظفر احمد ڈائریکٹر ورلڈ بینک شامل ہیں۔"

(۸ دسمبر ۱۹۷۶ء)

یہی خبر انگریزی میں راولپنڈی سے شائع ہونے والے THE NEW TIMES نے مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۷۶ء کو شائع کی۔

(۸) روزنامہ نوائے وقت لاہور

"جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ آج شروع ہو رہا ہے

ربوہ ۹ دسمبر جماعت احمدیہ کا ۸۴ واں سہ روزہ سالانہ جلسہ کل سوا نو بجے صبح یہاں جماعت

کے مرکز ربوہ میں شروع ہو رہا ہے جس کا افتتاح حافظ مرزا ناصر احمد امام جماعت احمدیہ کریں گے جلسہ کے افتتاح سے قبل پاکستان کا جھنڈا اور لوائے احمدیت لہرایا جائے گا۔ اور متعدد غیر ملکی وفود شرکت کریں گے۔ کل امام جماعت احمدیہ کے افتتاحی خطاب کے بعد عبدالمالک خان ناظر اصلاح وارشاد مولانا ابوالعطاء ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن، بشارت احمد بشیر سابق مبلغ انچارج مغربی افریقہ، پروفیسر سید محمود احمد ناصر مختلف مضامین پر تقاریر کریں گے۔ احمدی خواتین کا سہ روزہ سالانہ اجلاس بھی کل سے مردوں سے الگ پردہ کے ماحول میں شروع ہو رہا ہے۔"

(۱۰ دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۹) روزنامہ مساوات لاہور

"جماعت احمدیہ کی چوراسی ویں سہ روزہ کانفرنس آج ربوہ میں شروع ہوگی

ربوہ۔ ۹ دسمبر۔ جماعت احمدیہ کی ۸۴ ویں تین روزہ عالمی کانفرنس کل صبح سوا نو بجے یہاں ہوگی جس کا افتتاح امام جماعت احمدیہ مرزا ناصر احمد کریں گے۔ جماعت کی پریس ریلیز کے مطابق دنیا بھر سے ایک لاکھ سے زائد احمدی اس کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ امریکہ، کینیڈا، سپین، گھانا، انڈونیشیا، ہالینڈ، برطانیہ، نائجیریا، ماریشس، بنگلہ دیش، ہنگری، بھارت اور مغربی جرمنی کے مندوبین یہاں پہنچ چکے ہیں۔ بیرونی ممالک میں احمدیہ مشنوں کے انچارج مرزا مبارک احمد، مولانا ابوالعطاء، مولانا عبدالمالک خان، پروفیسر محمد نذیر، پروفیسر صوفی بشارت الرحمان، مرزا طاہر احمد، مولانا دوست محمد شاہد، پروفیسر سید محمود احمد ناصر سمیت احمدی علماء کانفرنس میں خطاب کریں گے ۱۱-۱۲ دسمبر کے سہ پہر کے اجلاسوں سے مرزا ناصر احمد اپنے سیر و کا روں کو اپنے حالیہ دورہ امریکہ، کینیڈا اور یورپ سے آگاہ کریں گے۔ اور جماعت کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کے لئے منصوبہ سے آگاہ کریں گے۔ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان، عالمی بینک کے ڈائریکٹر ایم ایم احمد، معروف شاعر اور مغربی جرمنی کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے آرٹسٹ ہدایت اللہ ہالوش بھی کانفرنس کے شرکاء میں شامل ہوں گے۔"

(۱۰ دسمبر ۱۹۷۶ء)

یہی خبر مورخہ ۱۰ دسمبر ۷۶ء کو لاہور کے روزنامہ سیاست، پاکستان ٹائمز اور روزنامہ امروز نے بھی شائع کی۔

جلسہ سالانہ کے شروع ہو جانے پر ملکی اخبارات کی خبریں

(۱۰) روزنامہ امروز لاہور

"احمدیہ تحریک کی سہ روزہ کانفرنس شروع ہو گئی۔

ربوہ ۱۰ دسمبر۔ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ آف ربوہ کے مطابق احمدیہ تحریک کے سربراہ حافظ مرزا ناصر احمد نے آج صبح سہ روزہ ۸۴ ویں سالانہ بین الاقوامی احمدیہ کانفرنس کا افتتاح کیا۔ سالانہ کانفرنس کے انعقاد کی تاریخیں بدلنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ایسا حکومت کے کہنے کے مطابق کیا گیا۔ انھوں نے کہا۔ بہت سی مشکلات کے باوجود احمدی کثیر تعداد میں آئے ہیں۔

دو درجن سے زائد ملکوں کے احمدی ربوہ کانفرنس میں شریک ہو رہے ہیں۔ ان ممالک میں امریکہ، برطانیہ، ہسپانیہ، گھانا، انڈونیشیا، ہالینڈ، ماریشس، نائجیریا، بنگلہ دیش، بھارت، مغربی جرمنی ہنگری اور کینیڈا شامل ہیں۔ کانفرنس تین روز جاری رہے گی۔ حافظ مرزا ناصر احمد کل اور پرسوں بعد دوپہر کے اجلاسوں سے خطاب کریں گے اور توقع ہے کہ وہ اپنی تقریروں میں اپنے حالیہ غیر ملکی دورہ کی تفصیلات بتائیں گے۔ اور دنیا میں اپنے مشن کی تشہیر کے آئندہ منصوبوں کا ذکر کریں گے۔"

(۱۱ دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۱۱) روزنامہ مساوات لاہور

روزنامہ مساوات لاہور نے آخری صفحہ پر جلسہ سالانہ کے عظیم اجتماع کی جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا ناصر احمد صاحب افتتاحی خطاب کر رہے ہیں۔ نہایت نمایاں پُرکشش تصویر شائع کرتے ہوئے مندرجہ ذیل خبر شائع کی:۔

"مرزا ناصر احمد نے ۸۴ ویں ربوہ کانفرنس کا افتتاح کیا

ربوہ ۱۰ دسمبر۔ مرزا ناصر احمد نے آج یہاں اپنی جماعت کی ۸۴ ویں سالانہ عالمی کانفرنس کا افتتاح کیا۔ ایک پریس رپورٹر کے مطابق کانفرنس میں امریکہ، برطانیہ، سپین، گھانا، انڈونیشیا، ہالینڈ، ماریشس، نائجیریا، بنگلہ دیش، بھارت، مغربی جرمنی، ہنگری اور کینیڈا کے وفود بھی شرکت

کر رہے ہیں۔ کانفرنس تین روز جاری رہے گی۔ تینوں روز جماعت کے سربراہ اجلاسوں سے خطاب کریں گے۔ وہ اپنے حالیہ غیر ملکی دورے کی تفصیلات بھی بیان کریں گے اور ان منصوبوں پر روشنی ڈالیں گے جو ان کے مذہب کی اشاعت کے لئے بنائے گئے ہیں۔" (۱۱؍دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۱۲) انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور

"جماعت احمدیہ کی سالانہ کانفرنس شروع ہو گئی"

ربوہ۔ ۱۰؍دسمبر۔ جماعت احمدیہ کی سہ روزہ ۸۴ ویں سالانہ بین الاقوامی کانفرنس کا افتتاح آج صبح یہاں جماعت احمدیہ کے امام مرزا ناصر احمد نے کیا۔ یہ بات سیکرٹری احمدیہ انفارمیشن کے ایک پریس ریلیز میں بیان کی گئی ہے۔

بانیٔ جماعت احمدیہ کی طرف سے سالانہ جلسہ کے منعقد کئے جانے کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے امام جماعت احمدیہ مرزا ناصر احمد نے بتایا کہ اس سالانہ جلسہ کی بنیادی غرض یہ ہے کہ تا دلوں میں اسلام اور حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کو بڑھایا جائے اور اسے دلوں میں مضبوط اور راسخ کیا جائے۔ جلسہ کی تاریخوں میں تبدیلی کی وجوہات کو بیان کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے بتایا کہ جلسہ کی تاریخیں حکومت کی خواہش کے پیش نظر تبدیل کی گئیں جس سے احمدیوں کو کئی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ مختلف ممالک سے احمدی اس سہ روزہ کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں"

(۱۱؍دسمبر ۱۹۷۶ء۔ اردو ترجمہ)

(۱۳) روزنامہ مشرق لاہور

"ربوہ میں قادیانی جماعت کی کانفرنس"

ربوہ۔ ۱۰؍دسمبر۔ ربوہ میں آج مرزا ناصر احمد نے قادیانی جماعت کی تین روزہ کانفرنس کا افتتاح کیا۔ کانفرنس میں پاکستان کے علاوہ بیرونی علاقوں سے بھی احمدیہ جماعت کے لوگوں نے شرکت کی جن میں امریکہ، برطانیہ، سپین، گھانا، انڈونیشیا، ہالینڈ، ماریشس، نائیجیریا، بنگلہ دیش، بھارت، مغربی جرمنی، ہنگری اور کناڈا کے لوگ بھی شامل ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے اپنی تقریر میں کانفرنس کی تاریخوں میں تبدیلی کی وضاحت کی۔ کانفرنس تین روز جاری رہے گی۔ کل مرزا ناصر احمد اپنے غیر ملکی دورے کے تاثرات بیان کریں گے۔"

(۱۱؍دسمبر ۷۶ء)

اسی خبر کو روزنامہ [illegible] ۱۱ دسمبر ۷۶ء کو شائع کیا۔ مگر جماعت کے لئے "قادیانی" کا لفظ استعمال

کرنے کی بجائے شریفانہ انداز سے خبر کو "جماعت احمدیہ کی سالانہ کانفرنس شروع ہو گئی" کے عنوان سے شائع کی۔

(۱۴) روزنامہ سیاست لاہور

"ہمارا مقصد اسلام اور رسولِ اکرمؐ کی عالمگیر محبت کو فروغ دینا ہے"

جماعت احمدیہ کے سالانہ اجلاس سے سربراہ جماعت مرزا ناصر احمد کا خطاب

ربوہ۔ ۱۰ دسمبر۔ (پ ر) جماعت احمدیہ کی ۸۴ ویں سالانہ کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے کہا کہ اس کانفرنس کا مقصد اسلام اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر محبت کو مزید فروغ دینا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کانفرنس کا مقصد آئے دن بڑی تعداد میں حلقہ بگوشِ اسلام ہونے والوں کو تعلیمات اسلام سے آگاہ کرنا ہے۔ کانفرنس کی تاریخوں کی تبدیلی پر روشنی ڈالتے ہوئے جناب مرزا ناصر احمد نے کہا کہ اجلاس کی تاریخیں حکومت کی خواہش پر تبدیل کی گئی ہیں۔ اگرچہ اس کی وجہ سے ہمیں کئی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یاد رہے کہ جماعت احمدیہ کا سالانہ اجلاس دسمبر کے آخری عشرہ میں منعقد ہوتا رہا ہے مگر اب جلسہ کی تاریخیں ایسے وقت میں رکھی گئی ہیں جبکہ تعلیمی ادارے کھلے ہوئے ہیں جس سے جلسہ کے انعقاد میں کئی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مرزا ناصر احمد نے کہا۔ جلسہ کی تاریخوں میں تبدیلی سے پیدا ہونے والی دقتوں کے باوجود احمدیوں نے کثیر تعداد میں اجلاس میں شرکت کر کے اسلام اور جماعت سے اپنے لگاؤ کا والہانہ اظہار کیا ہے۔ آج پہلے دن افتتاحی اجلاس میں سابقہ سالوں کی نسبت حاضری زیادہ تھی۔ لاہور اور بعض دوسرے شہروں کے احمدیوں نے پہلے سے کہیں زیادہ تعداد میں آکر جلسہ میں شرکت کی۔ برطانیہ، امریکہ، سپین، گھانا، انڈونیشیا، ہالینڈ، ماریشس، نائیجیریا، بنگلہ دیش، بھارت، مغربی جرمنی، ہنگری اور کینیڈا وغیرہ دو درجن ممالک کے احمدی وفود نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔ جماعت احمدیہ کی یہ سالانہ کانفرنس تین روز جاری رہے گی۔ کل اور پرسوں بعد دوپہر کے اجلاس میں امام جماعت احمدیہ مرزا ناصر احمد خطاب کریں گے۔" (۱۱ دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۱۵) روزنامہ نوائے وقت لاہور

"دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اسلام سے خارج نہیں کر سکتی۔ مرزا ناصر احمد

فقہ حنفی سے اختلاف کی صورت میں ہم احمدی اجتہاد کے تابع ہیں

لاہور۔ ۱۰ دسمبر (وقائع نگار) قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ آج صبح ربوہ میں شروع ہوا جس میں قادیان

کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم جو محسوس کرتے ہیں اور سچ سمجھتے ہیں اس کا اعلان کرتے رہیں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اسلام سے خارج نہیں کر سکتی۔ ہم قرآن اور اسلام کو مانتے ہیں۔ نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا ایمان ہے۔ ہم کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہماری آئندہ نسلوں کو اسلام سے خارج کرے۔ ہم قرآن کی عظمت کا پرچار کرتے رہیں گے اور وہ دن دور نہیں جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے گا۔ انہوں نے اپنے عقائد کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس مذہب کو مانتے ہیں جو نبی آخر الزمان لے کر آئے۔ ہمارا فقہ حنفی فقہ ہے لیکن جن مسائل میں ہمارا حنفی فقہ سے اختلاف ہے ہم امام ابو حنیفہ کے اجتہاد کی بجائے اپنے احمدی اجتہاد کے تابع ہیں۔ جہاں تک اجتہاد کا تعلق ہے۔ اسلام میں چار آئمہ کو تسلیم کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ کسی بھی اجتہاد کی ضرورت ہے اس لئے بعض مسائل میں احمدی تعلیمات کی روشنی میں اجتہاد کرنے میں ہم نے ماضی میں جو کچھ حاصل کیا ہے اس کی وجہ سے اجتہاد کرنا ہمارا حق ہے۔ ہمیں جہاں کسی سے روشنی ملے اس کو قبول کرتے ہیں اور حنفی فقہ سے اختلاف کرتے ہوئے یہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس کا جو دل چاہے سمجھے۔

اس سے پہلے صبح کے اجلاس میں انہوں نے آج کے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ اس دفعہ ہماری راہ میں بہت رکاوٹیں حائل تھیں۔ بہت سی وجوہ کی بناء پر اور بعض ضرورتوں کی خاطر حکومت وقت کی خواہش پوری کرنے کے لئے ہم نے جلسے کی تاریخوں میں رد و بدل کیا ہے اور جلسہ اس وقت منعقد کیا ہے جب سکول اور کالج کھلے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلعم کے روحانی شاگردوں اور اولادیں سے مہدی ہمارے سامنے ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر قیامت تک جتنی روحانی نور کی ضرورت تھی وہ ہماری راہنمائی کے لئے اپنی تحریروں میں پیش کر دیا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق جلسے میں ۲۰ سے ۳۰ ہزار تک لوگ شامل ہوئے ..... کچھ لوگ پاکستان کے باہر سے بھی جلسہ گاہ میں آئے ہوئے تھے۔ جلسہ گاہ اور سٹیج کے ارد گرد کے مکانوں اور پہاڑیوں پر قادیانی جماعت کے رضاکار پہرہ دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ سوار اور پیدل پولیس کی بھی کافی تعداد وہاں موجود تھی۔" (۱۱ دسمبر ۷۶ء)

(۱۲) روزنامہ مساوات لاہور

"ہمارے پیچھے خدا کا ہاتھ ہے" - مرزا ناصر احمد

ربوہ، ۱۱ دسمبر۔ جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کی جماعت کے پیچھے خدا کا ہاتھ

ہے لیکن دنیا بھر کے لوگ اُسے نہیں دیکھ پا رہے۔ جماعت کی سالانہ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس ہاتھ کو ہمارے پیچھے سے نہیں ہٹا سکتی اور ہماری تحریک میں اب تک لاکھوں عیسائی شامل ہو چکے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جس طرح سے زلزلے اور دوسری آفات نازل ہو رہی ہیں یہ بلا مقصد نہیں۔ ہماری تحریک ۸۶ سال قبل قائم ہوئی تھی اور ان ۸۶ برسوں میں جو تباہی و بربادیاں ہوئی ہیں وہ آنکھیں کھلی رہنے کے لئے کافی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے ہر ملک میں احمدی موجود ہیں۔ جماعت احمدیہ کے ایک پریس ریلیز کے مطابق ان کی کانفرنس میں ایک لاکھ افراد نے شرکت کی جن میں چوبیس ممالک کے مندوبین بھی شامل ہیں۔" (۱۲ر دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۱۷) روزنامہ نوائے وقت لاہور

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۷۶ء کو لاہور کے لوکل ایڈیشن اور مورخہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۷۶ء کو ڈاک ایڈیشن میں یوں شائع کیا:۔

"ہمیں پروپیگنڈا کرنے کا آئینی حق حاصل ہے۔ مرزا ناصر احمد

ربوہ۔ ۱۱ر دسمبر (اپ پ) جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل نمبر ۲۰ کے تحت انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ پاکستان میں آزادانہ پروپیگنڈا کریں۔ یہ حق کوئی اُن سے چھین نہیں سکتا۔ سہ روزہ کانفرنس کے دوسرے روز اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہمارے ایمان کا ایک رکن یہ ہے کہ قرآن مجید عظیم اور آخری آسمانی صحیفہ ہے۔ جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ امریکہ اور یورپ میں قرآن مجید لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کیا جائے گا۔" (۱۲ و ۱۳ر دسمبر ۷۶ء)

(۱۸) روزنامہ امروز لاہور

"قادیانیوں کو اپنے عقائد کی تبلیغ کا آئینی حق حاصل ہے۔ مرزا ناصر احمد

ربوہ۔ ۱۲ر دسمبر۔ احمدیہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ پاکستان کے آئین کی دفعہ ۲۰ کے تحت احمدیوں کو اپنے عقائد کی تبلیغ کا پورا حق حاصل ہے اور ان سے یہ حق کوئی چھین نہیں سکتا۔ وہ گزشتہ روز قادیانیوں کے سالانہ جلسہ کے دوسرے روز اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ احمدیہ جماعت قرآن پاک کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے لاکھوں کی تعداد میں قرآن حکیم کے نسخے امریکہ اور یورپی ممالک میں تقسیم کرے گی۔ اور اس مقصد کے لئے ان ممالک میں پریس لگائے جا رہے ہیں۔" (۱۳ر دسمبر ۱۹۷۶ء)

اس خبر کو لاہور کے انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز (THE PAKISTAN TIMES) نے بھی مورخہ ۱۲ ردسمبر ۱۹۷۶ء کو لاہور کے لوکل ایڈیشن میں شائع کیا جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"ایک لاکھ احمدی جن میں غیر ممالک کے احمدی بھی شامل ہیں کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں۔ مرزا ناصر احمد امام جماعت احمدیہ نے سالانہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مساعی کا بھی تذکرہ کیا اور عید کا خطبہ بھی دیا۔"

(۱۹) روزنامہ مغربی پاکستان لاہور

"مرزا ناصر احمد کا خطاب

ربوہ ۱۲ دسمبر (پ ر) جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ آئین کی دفعہ بیس کے تحت احمدیوں کو ملک میں تبلیغ کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ وہ کل یہاں سہ روزہ ۸۴ ویں احمدیہ بین الاقوامی کانفرنس کے دوسرے دن سہ پہر کے اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ جماعت نے امریکہ اور یورپ میں قرآن پاک کے لاکھوں نسخے تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اجلاس میں پاکستان سمیت چوبیس سے زائد ملکوں کے ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ قبل ازیں مرزا ناصر احمد نے کل نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اسلامی تعلیمات پر ایمان رکھتی ہے اور اس کا ایمان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن مجید قیامت تک تمام بنی نوع انسان کے لئے خالق حقیقی کی طرف سے آخری قانون ہے۔" (۱۳ر دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۲۰) روزنامہ مساوات لاہور

"عیسائی دنیا اسلام کی عظمت کو تسلیم کرلے۔ مرزا ناصر احمد

ربوہ ۱۲ دسمبر (مساوات) جماعت احمدیہ کے قائد مرزا ناصر احمد نے عیسائی دنیا سے کہا ہے کہ وہ بائیبل پر قرآن کی عظمت کو تسلیم کرلیں۔ آج یہاں جماعت کی ۸۴ ویں سالانہ کانفرنس کے اختتام پر خطاب کرتے ہوئے مرزا ناصر احمد نے کہا کہ قرآن مجید ایک فصیح و بلیغ آسمانی خزانہ ہے اور بائیبل کا قرآن مجید سے کوئی مقابلہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مغربی دنیا یہ سمجھتی ہے کہ اس نے محض علم اور سائنسی برتری پر غیر عیسائی دنیا پر فوقیت حاصل کرلی ہے مگر قرآن کریم نے علم و دانش کے تمام خزانے چودہ سو سال قبل ہی ظاہر کردیئے تھے۔ اپنی تقریر کے اختتام پر انہوں نے پاکستان کی سلامتی اور خوشحالی کے لئے خصوصی دعا کی۔" (۱۳ر دسمبر ۱۹۷۶ء)

(۲۱) انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور

"عالمی احمدیہ کانفرنس تکمیل کو پہنچ کر ختم ہو گئی"

ربوہ ۱۲ دسمبر۔ جماعت احمدیہ کی سہ روزہ ۸۴ ویں سالانہ بین الاقوامی کانفرنس آج یہاں تکمیل کو پہنچ کر ختم ہو گئی۔ احمدیہ تحریک کے سربراہ اعلیٰ مرزا ناصر احمد نے ۱۰۰ منٹ تک خطاب کیا۔ اور پاکستان کے استحکام اور خوشحالی کے خاص دعائیں کیں۔

احمدیہ انجمن کے ایک پریس ریلیز کے مطابق ایک لاکھ احمدیوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔"

(۱۳ دسمبر ۱۹۷۶ء - اردو ترجمہ)

(۲۲) روزنامہ نوائے وقت لاہور

"دنیا کی کوئی طاقت ہمیں زیر نہیں کر سکتی - مرزا ناصر احمد"

لائلپور ۱۲ دسمبر (نمائندہ خصوصی) قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے آج سالانہ جلسہ کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حال ہی میں یورپی ممالک کا دورہ کیا ہے۔ اس دورے میں مجھے مدبروں، ماہرین علوم اور پروفیسروں سے بات چیت کا موقع ملا ہے۔ میں ان لوگوں کو اسلام کی صداقت اور معرفت سے روشناس کرانے گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں ہدایت کا راستہ دکھایا ہے میری دعا ہے کہ خدا ہمیں قرآن کے وہ علوم و رموز سکھائے جس کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔ مرزا ناصر احمد نے سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونسٹ نظام کا موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ کمیونزم میں ہر فرد کو اس کی ضرورت کے مطابق ہر چیز ملنی چاہیئے۔ اسلام نے اس کی جو تشریح کی ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو استعدادیں اور صلاحیتیں دی ہیں ان کی کامل نشوونما کا حق اسے ملنا چاہیئے۔

انھوں نے کہا۔ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ قرآن بے مثل ہے اس کی مثال کوئی انسان نہیں بنا سکتا۔ ہمارا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ قرآن دنیا کی عظیم آخری کتاب ہے اور جماعت احمدیہ اس صداقت کی اشاعت کے لئے تمام تر ذرائع بروئے کار لائے گی۔ غیر مسلم اقلیتی فرقے کے رہنما مرزا ناصر احمد نے کہا کہ ان کی جماعت کو تباہ کرنے کی کوشش اس وقت سے کی جارہی ہے جب ۸۹ سال پیشتر یہ تحریک شروع ہوئی تھی تاہم دنیا کی کوئی طاقت ہمیں زیر نہیں کر سکتی۔ انھوں نے کہا پاکستان کے آرٹیکل ۲۰ کی رو سے قادیانیوں کو حق حاصل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے اعتقادات کی تبلیغ کریں۔ اس اجتماع میں ۴۰ سے ۵۰ ہزار تک افراد

نے شرکت کی۔ سابق وفاقی مشیر مالیات مرزا مظفر احمد، عالمی عدالتِ انصاف کے جج چوہدری محمد ظفر اللہ خان اور مرزا مبارک احمد نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

مرزا ناصر احمد نے اخبارات میں شائع ہونے والی ان خبروں کا ذکر کیا جن میں کہا گیا ہے کہ کوئی طاقت احمدیوں کو اسلام سے خارج نہیں کر سکتی اور کہا کہ میں نے دراصل یہ کہا تھا کہ کوئی بھی شخص ہمیں کافر کہہ سکتا ہے لیکن کوئی شخص ہمارے دلوں سے اسلام کی محبت خارج نہیں کر سکتا۔ اپنی ڈیڑھ گھنٹہ کی تقریر ختم کرتے ہوئے انھوں نے پاکستان کی خوشحالی اور استحکام کے لئے خصوصی دعا کی۔ (۱۳ دسمبر ۷۶ء لوکل ایڈیشن)

ناظرین غور فرمائیں کیا یہ مقام تعجب نہیں کہ اس خبر میں جماعت احمدیہ کے اسلامی عقائد کا ذکر کرنے کے باوجود پھر بھی انہیں غیر مسلم اقلیتی فرقہ کا نام دیا گیا ہے

(۲۳) روزنامہ سیاست لاہور

"عیسائی دنیا بائیبل پر قرآن کی برتری کا چیلنج قبول کرے

قرآن پاک کے مقدس خزانے لامحدود ہیں۔ مرزا ناصر احمد

ربوہ میں ۸۴ ویں جلسہ سالانہ میں ایک لاکھ سے زائد احمدیوں نے شرکت کی

ربوہ ۔ ۱۳ دسمبر (پ۔ ر) عالمی تحریک احمدیہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے عیسائی دنیا سے کہا ہے کہ وہ بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد کے اس چیلنج کو قبول کرلیں کہ قرآنِ پاک بائیبل پر فوقیت رکھتا ہے اور قرآن پاک کے مقدس خزانے لامحدود ہیں اور بائیبل کسی بھی میدان میں قرآنِ حکیم سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ انھوں نے کہا کہ میں مرزا صاحب کے خلیفہ کی حیثیت سے عیسائی دنیا کے کسی بھی ادارے اور اتھارٹی سے قرآن پاک کی حقیقی عظمت کو اجاگر کرنے کے سلسلہ میں مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انھوں نے عیسائی پادریوں کو چیلنج کیا کہ وہ قرآنِ پاک کی پہلی سات آیتوں کے مقابلہ میں تمام بائیبل سے کوئی ایسی چیز پیش کریں جو عقلمندی، روحانی اقدار اور رہنمائی کے لحاظ سے مکمل ہو۔ مرزا ناصر احمد جو اٹھاسیویں بین الاقوامی سالانہ جلسے میں ایک عالمانہ تقریر کر رہے تھے۔ یہ اجلاس ایک بہت بڑے پنڈال میں منعقد ہوا۔ انہوں نے اس اجلاس میں جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی خرابیوں کو واضح کیا۔ اس اجلاس میں مختلف ملکوں سے ایک لاکھ سے زائد احمدیوں اور تقریباً دو درجن ممالک کے وفود نے بھی شرکت کی۔ انہوں نے کہا مغربی دنیا کا خیال ہے کہ اس نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے زور پر پوری دنیا پر فوقیت حاصل کی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی ان علوم کے خزانوں کو ظاہر کر دیا تھا۔ انھوں نے مزید کہا کہ میں اعتراف

کرتا ہوں کہ مغربی دنیا نے سائنس اور جدید علوم میں بہت ترقی کی ہے لیکن یہ تمام علوم خدائی رہنمائی (الہام) کے بغیر کسی کام کے نہیں ہیں کیونکہ اسی سائنس نے انھیں اخلاقی زوال کی طرف رہنمائی کی ہے۔ قرآن ہی نے انسانیت کی صحیح رہنمائی کی ہے قرآن ہی ان تمام علوم کا خزانہ ہے جو منکشف ہو چکے ہیں یا جو ابھی منکشف ہونے والے ہیں۔ انہوں نے بعض اخبارات میں چھپنے والی اس خبر کی طرف خصوصی اشارہ کیا جس میں کہا تھا کہ کوئی طاقت احمدیوں کو اسلام سے باہر نہیں کر سکتی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے جو بیان دیا تھا وہ یہ تھا کہ ہر شخص ہی کافر کہہ سکتا ہے۔ لیکن کوئی بھی اسلام کی محبت ہمارے دل سے نہیں نکال سکتا۔ انھوں نے اپنی اس پونے دو گھنٹے کی تقریر کے آخر میں پاکستان کی خوشحالی، بہتری اور مضبوطی کے لئے دعا کی اور کہا کہ خدا کرے پاکستان میں تمام پاکستانیوں کے لئے اسلامی انصاف کا دور دورہ ہو جائے۔ انھوں نے دعا کی کہ تمام دنیا پر اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت منکشف ہو جائے۔"

(۲۴ دسمبر ۷۶ء)

بالآخر اس مضمون کو سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اشعار پر ختم کیا جاتا ہے

ع

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں — دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں — خاک راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے — جان و دل اس راہ پر قربان ہے

○

آئندہ صدی کے لئے تبلیغ اسلام کا لائحہ عمل

ایک عمدہ اور ضروری تجویز

سنہ ۱۴۰۰ ہجری میں جدہ (سعودی عرب) میں ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے سلسلہ میں لکھا ہے:-

"اس کانفرنس میں باہمی تبادلہ خیالات کے علاوہ چودھویں ہجری صدی میں اسلامیات کے متعلق تحقیق کا جائزہ بھی لیا جائے گا اور پندرھویں ہجری صدی کے لئے تبلیغ اسلام کا لائحہ عمل مرتب کیا جائیگا"

(نوائے وقت لاہور - ۳۰ دسمبر ۱۹۷۶ء)

○

"جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است"

(در تضمینِ فارسی)

محترم محمد ابراہیم صاحب شاد

ہر سو ظہورِ جاہ و جلالِ محمدؐ است — لاریب در جہاں نہ مثالِ محمدؐ است
قائم حیاتِ ما زِ خیالِ محمدؐ است — "جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است"
"خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است"

آمد چو آفتاب شہنشاہِ دلق پوش — شپّر نظر عنید بشد خیرہ و خموش
گویم بصد خلوص بصد ولولہ و جوش — "دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش"
"در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است"

تجدیدِ دین، دعوتِ اسلام میکنم — یک مخزنِ معارفِ قرآں عطا کنم
دریائے فیض، ابرِ کرم، رحمتِ اتم — "ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم"
"یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است"

در جانِ من گدازشِ مہرِ محمدیؐ ست — نورِ دلم نوازشِ مہرِ محمدیؐ ست
ایں تابشم ز تابشِ مہرِ محمدیؐ ست — ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیؐ ست
"ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است"

○

میری بچی کی تقریبِ رُخصتانہ

احباب سے ایک عاجزانہ درخواستِ دُعا

میری سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ امۃ الرفیق طاہرہ بی اے سلمہا اللہ کا نکاح عزیز مکرم میاں کریم احمد صاحب طاہر انجینئر سلمہ اللہ ابن محترم میاں روشن الدین صاحب ربوہ کے ہمراہ دس ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے مسجد مبارک ربوہ میں ۲۳ دسمبر ۷۶ء کو اس نکاح کا اعلان فرمایا اور اس کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائی۔ ۱۸ دسمبر کو تقریبِ رخصتانہ ہوئی۔ حضور بوجہ ناسازیٔ طبع تشریف نہ لا سکے حضور کے ارشاد پر محترم منظور احمد صاحب ظفر (امریکی وفد کے امیر) نے اس موقعہ پر دعا کروائی۔ دعا سے پہلے محترم قاری محمد عاشق صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ محترم مولوی عبدالعزیز صاحب فاضل بھامبڑی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم پڑھی۔ پھر محترم چوہدری فیض عالم صاحب فیض جنگوی اور محترم چوہدری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی نے اپنی اردو نظمیں سنائیں اور مسٹر ہدایت اللہ حبشی جرمن نے انگریزی میں نظم پڑھی۔ آخر دعا پر یہ بابرکت تقریب ختم ہوئی۔

محترم چوہدری شبیر احمد صاحب شبیر کی نظم کا عنوان ہے "منظوم دعا بزبانِ والدین" جو شاملِ اشاعت ہے محترم چوہدری فیض عالم صاحب فیض جنگوی کی نظم کا اختصار زیرِ عنوان "چند دعائیہ اشعار" بھی شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ مقصد تحریکِ دعا ہے۔

میری بچی عزیزہ امۃ الرفیق طاہرہ سلمہا کی شادی بفضلہٖ تعالیٰ میرے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیوں میں آخری شادی ہے۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کے سلسلہ میں اس فرض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام رشتوں کو نہایت بابرکت بنائے۔ نیز دعا ہے کہ جملہ احمدی والدین کو بھی اپنے بچوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کرے۔ آمین!

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

منظوم دُعا بزبانِ والدین

محترم چوہدری شبیر احمد صاحب واقف زندگی ربوہ

اللہ کی اطاعت شیوہ ہے مومنانہ — یارب کبھی نہ چھوڑیں ہم تیرا آستانہ
تیرے حضور ہی ہے یہ عرض عاجزانہ — ہر طرح ہو مبارک یہ یومِ رُخصتانہ

"اے قادر و توانا آفات سے بچانا
ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا"

امۃ الرفیق بیٹی ہم کر رہے ہیں رُخصت — نوشہ کریم احمد آئیں بصد مسرت
تسلیم تیرا فرماں تیرے نبیؐ کی سُنّت — قائم رہیں ہماری اقدارِ مومنانہ

"اے قادر و توانا آفات سے بچانا
ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا"

اِن پر ہو تیری رحمت ہر آن سایہ افگن — مسرور رہیں ہمیشہ فضلوں کے دُولہا دُلہن
اِن کے نصیب میں ہو اِک پُربہار گلشن — دیکھیں کبھی نہ یارب یہ عُسر کا زمانہ

"اے قادر و توانا آفات سے بچانا
ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا"

اِن کے قلوب پر ہو قرآں کی حکومت — تھامے رہیں ہمیشہ یہ دامنِ خلافت
پھولیں پھلیں جہاں میں ہو تو بخیر و برکت — چھوڑیں کبھی نہ یارب یہ تیرا آستانہ

"اے قادر و توانا آفات سے بچانا
ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا"

○

چند دعائیہ اشعار

محترم جناب فیض چنگوی صاحب

اے مری دُختر مری بیٹی ، مرے گھر کی بہار
طاہرہ سر پر ترے ہو سایۂ پروردگار
دل تڑپتے ، آنکھ پُرنم ، ہونٹ لرزاں ، الوداع
تجھ پہ ہو رحمت خدا کی ہے یہی سب کی پکار
لجنۂ ربوہ کی اے دُختر کونسل الوداع
فضلِ باری سے بنے تو ایک نخلِ سایہ دار
خدمتِ سسرال کر کے موہ لینا اُن کے دل
اُن کی عزّت میں ہے پنہاں تیرا اے بیٹی وقار
زیورِ تقویٰ تیرا گہنا ہو اے بیٹی مری
رکھنا قرآں کی تلاوت اور نمازیں برقرار
ہے عبادت سے بشر کے قلب کو ملتا سکوں
پُرسکوں ہی زندگی ہے زندگانی کی بہار
بھیجتے رہنا محمد مصطفٰےؐ پر بھی درود
دم قدم سے جن کے ہے دونوں جہانوں کا وقار
ہیں میاں روشن صحابی ، دینِ روشن کے چراغ
یا الٰہی دیر تک ان کو دکھا خوشیاں ہزار
ہے مبارک یہ تعلّق کرتے ہیں سارے دعا
اپنے فضلوں سے نوازے دونوں کو پروردگار
فیض عاجز کی دعا ہے یہ بڑھیں پھولیں پھلیں
اور رہیں شاداب ہر دم مثلِ نخلِ پُر بہار

○

الفرقان

رشحاتِ قلم جناب قیس مینائی صاحب نجیب آبادی کراچی

بے یاروں کا یارا الفرقاں، بیچاروں کا چارا الفرقاں
بے بس کی امیدوں کا مرکز بے کس کا سہارا الفرقاں

دنیائے علوم و عرفاں کا ہے ایک کنارا الفرقاں
کشتیِ ہدایت کے دل کا ہے ایک شکارا الفرقاں

اثبات و دلائل کا مخزن، ہر نوعِ جہالت کا دشمن
آ جائیں حقیقت کی جانب کرتا ہے اشارا الفرقاں

تحقیقِ مذاہب کا آلہ، دنیا کے حسد سے بالا
ہر ایک محقق و عالم کو ہو کیوں نہ پیارا الفرقاں

جو چند شمارے پڑھ جائے بے علم بھی عالم بن جائے
ہر علم و عمل کے جویا کو دیتا ہے سہارا الفرقاں

ہے بحرِ علومِ قرآنی، ہے جلوۂ نورِ ایمانی
انوارِ خدا کے جلوؤں کا ہے ایک منارا الفرقاں

ہر شرک و بدعت کا دشمن ہر شر و شرارت سے ایمن
ہر گردنِ باطل پر خنجر، ہر کفر پہ آرا الفرقاں

اے تشنہ لبانِ علم و ہنر سیراب تمہیں ہونا ہے اگر
سر چشمۂ نورِ عرفانی ہے علم کا دھارا الفرقاں

تہذیب کے جلوؤں کا مسکن اخلاق کے پھولوں کا گلشن
فردوسِ یقیں کے منظر کا ہے ایک نظارا الفرقاں

جو چرخِ ادب پر آ چمکا جو اوجِ فلک پر آ دمکا
جھرمٹ میں ستاروں کے تنہا ہے ایک ستارا الفرقاں

شہ پارۂ دل ہے یا کوئی یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے
ہے علم و ادب کا گہوارہ اے قیس ہمارا الفرقاں

٥

خورشید یونانی دواخانہ ربوہ

خالص ادویہ مناسب قیمتوں
کے لئے مشہور ہے

امراض کے علاج کے لئے اس
کی طرف رجوع فرمائیں

* فون : ۵۳۸ *

ربوہ میں دیدہ زیب ملبوسات

آپ کو ہماری دکان میں ہر قسم کے سوتی و ریشمی ملبوسات مثلاً
سوٹنگ واش اینڈ وئیر کلاتھ، آرٹ لیلن، سمر سیٹ، مونالیزا، سفیتی
فلیٹ، ہائی صوفی، ساٹن، کریپ، پردہ کلاتھ، بستر سیٹ
اور دیگر اقسام کے ملبوسات دیدہ زیب ڈیزائنوں میں دستیاب
ہیں۔ مناسب اور بارعایت نرخوں پر خریدنے کیلئے تشریف لائیں۔

مومن کلاتھ ہاؤس

گولبازار، ربوہ

ادارہ طباعت و اشاعت قرآن عظیم کے شائع کردہ قرآن مجید

- قرآن مجید — سادہ بطرز یسرنا القرآن — ہدیہ ۱۰ روپے
- " " — مترجم ترجمہ تفسیر صغیر — " ۸ روپے مع انڈکس
- " " — " — " ۷ " بغیر انڈکس
- " " — مترجم انگریزی اعلیٰ کاغذ — " ۱۲ "
- " " — " عام کاغذ — " ۶ "
- تفاسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ (۱) سورۃ البقرہ (۴/- روپے) آل عمران و نساء (۴/- روپے) مائدہ تا توبہ ۴/- روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ طباعت و اشاعت قرآن عظیم (قرآن پبلیکیشنز) ربوہ

درخواستِ دعا

عزیزہ محترمہ نصیرہ نورہ صاحبہ بنت محترم چوہدری نور احمد صاحب سنوری آف راولپنڈی نے اوسلو (ناروے) سے اطلاع دی ہے کہ ان کے میاں عزیز مکرم رشید احمد صاحب سنوری نے گزشتہ دنوں لندن سے چارٹرڈ، انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی ہے۔ الحمد للہ

قارئین الفرقان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس اعزاز کو مبارک فرمائے اور ان دونوں کا حافظ و ناصر ہو (آمین ثم آمین)

محمد شفیع اشرف
ربوہ

ہر قسم کا

کاغذ، بکس بورڈ اور گتہ

بارعایت خریدنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں اور دعا فرمائیں!

مقبول پیپر مارٹ

گنپت روڈ لاہور۔ فون: ۶۳۸۴۹

گھر: ملک عبد اللطیف ستکوہی۔ فون: ۶۲۵۱۶

۱۹۱۱ء سے خدمتِ انسانیت میں مصروف ادارہ

عورتوں اور بچوں کے بہترین معالج

اٹھرا، سوکھے، کچیل، بے اولادی اور دیگر جنسی و نفسیاتی امراض کا علاج کروانے کے لئے ہمارے شفاخانہ و مطب میں تشریف لائیں یا بذریعہ جوابی خط مفصل حالات لکھ کر معلومات، ہدایات اور مشورہ حاصل کریں۔ اوقاتِ مطب: صبح ۸ بجے سے ایک بجے تک، شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک

مطب

حکیم عبد الحمید ابن حکیم نظام جان مرحوم

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔ فون نمبر ۴۸۴۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے روح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شامل ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

الفردوس شال مرچنٹ

ہمارے ہاں ہر قسم کی گرم کشمیری کامدار شالیں، زنانہ و مردانہ دُھسّے اور گرم مردانہ تھوک و پرچون واجبی داموں پر دستیاب ہیں نیز ریڈی میڈ کرتے، شلواریں، سوٹ وغیرہ بھی ہر قسم کے مل سکتے ہیں

الفردوس شال مرچنٹ

۸۵ - انارکلی، لاہور

ہر قسم کا سامانِ سائنس
واجبی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائینٹفک سٹور

گنپت روڈ - لاہور
کو یاد رکھیں

ٹیلیفون نمبر
۶۴۵۰۰

مکتبہ الفرقان کی مفید کتابیں

- میرا دین :— حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے قلم سے۔ قیمت ۲۵ پیسے
- نبراس المؤمنین :— سو احادیثِ نبویہ کا با ترجمہ انتخاب " ۷۵ "
- تحریری مناظرہ :— الوہیتِ مسیح پر پادری عبد الحق سے مناظرہ " ۲ روپے
- مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے — (انگریزی پمفلٹ) " ۲۵ پیسے
- بہائی شریعت :— مع ترجمہ اور اس پر تبصرہ " ۲ روپے
- ربوہ سے تل ابیب تک : پر تبصرہ (مولوی محمد یوسف صاحب بنوری کا جواب ہے) از قلم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب " ۱/۵۰ روپے

(مینیجر ماہنامہ الفرقان گول بازار ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ پاکستان کے مبلغین سلسلہ کے درمیان

(فوٹو کے نام)

حضور ایدہ اللہ بنصرہ درمیان میں کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ حضور کے پیچھے سید احمد علی صاحب نائب ناظر، شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین، مولانا عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد، مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد کھڑے۔ باقی مبلغین کے نام درج ذیل ہیں:۔

<u>دائیں سے بائیں، نیچے بیٹھے ہوئے</u> : عبد القادر ضیاعن، حافظ محمد عبد اللہ، عبد السلام، محمد طارق، قریشی مبارک احمد، عبد الشکور بیگ، عبد الرحیم عارف، عبد الرزاق منگلا، محمد انیس الرحمان، شیخ نور احمد منیر، مقبول حسین ضیاء، بشیر الدین معلم، حافظ ابوذر معلم، ملک منصور احمد عمر، عبد المنان، ماسٹر حمید احمد سیالی، نصر اللہ ناصر، خالد احمد شمس، محمد علی کھرانہ، دین محمد شاہد، سید شمشاد احمد ناصر، حشمت اقدس، مظفر احمد منصور، چراغ دین، محمد عمر سندھی، حفیظ احمد، عبد الرشید یحییٰ، منور خورشید، غلام احمد عزیز الرحمان خالد، محمد اعظم اکسیر، حافظ عبد الرشید، نصیر احمد خان، نذیر احمد ریحان، اقبال احمد غضنفر، مجید احمد، حکیم مہر دین معلم، عزیز محمد اطہر، محمود احمد معلم، وسیم احمد چیمہ، مرزا محمد اقبال، عبد العزیز، منظور احمد، نثار احمد صاحبان،

<u>دائیں سے بائیں کھڑے ہوئے پہلی قطار</u>: حافظ عبد الحفیظ ملک، حافظ محمد سلیمان، نظام الدین مہمان، خواجہ خورشید احمد، داؤد احمد، نصیر احمد عالم، شریف احمد سندھی، عنایت اللہ احمدی، رشید احمد چغتائی، عبد المنان شاہد، مولوی صادق علی سماٹری، صوفی محمد اسحٰق، راجہ خورشید احمد، محمد احمد نعیم، شیخ عبد الواحد، مولوی محمد حسین صحابی، آغا سیف اللہ، ملک سلیم احمد، حکیم علی احمد۔

<u>دوسری قطار</u>: حافظ غلام محمد، ظفر احمد سرور، فضل کریم، نسیم مہدی، محمود احمد، برکت اللہ محمود، خلیفہ صباح الدین، محمد اشرف ناصر، مفتی احمد صادق، رحمت اللہ خان، رفیق احمد جاوید، قریشی اسد اللہ، غلام احمد خادم، محمد اشرف ممتاز، چوہدری عبد المالک، محمد شفیع اشرف، محمد رشید ارشاد صاحبان۔

امریکی وفد والی تصویر کے اسماء

<u>دائیں سے کرسیوں پر</u>: منور احمد سعید، مولوی کرم الٰہی ظفر، عثمان غزالی، ابوالعطاء جالندھری، مظفر احمد ظفر (امیر وفد) یحییٰ عبد الغنی، محمد عبد اللہ موسیٰ صاحبان۔

<u>دائیں سے کھڑے</u>: رشید احمد شاکر، مولوی عبد القادر ضیغم، سید محمود احمد ناصر، ملک منصور احمد عمر، کریم احمد طاہر، محمد شفیق قیصر، منیر احمد منیب صاحبان۔

شیزان
ک بار نہیں سو بار نہیں
ں تو کہوں گی لاکھوں بار
شیزان کی ہر چیز ہے
سب سے مزے دار

Monthly **AL-FURQAN** *Rabwah*

JANUARY 1977 — Regd. No. L 5708

آپ

اپنی ضروریات کے لئے

میسرز بشیر اینڈ کمپنی

کی خدمات حاصل کریں

——► ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز ◄——

گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری، ریلوے، ٹیلیگراف اور ٹیلیفون، واپڈا اور دوسرے

تیار کنندگان ہارڈویر - تعمیری میٹیریل - ہر قسم کا جوڑ والا اور بغیر جوڑ کا پائپ - ٹیوب - کھمبے - کاسٹ آئرن - اس سے متعلقہ ہر قسم کا سامان....

سٹاکسٹ اینڈ سپلائرز آئرن اینڈ اسٹیل - جی، آئی شیٹ - پلیٹ (چادر) - کنڈے والی تار - ہر قسم کا میٹل - زنک - لیڈ - ٹین - ٹانکہ اوور ہلینگ کا ہر قسم کا سامان...

ہیڈ آفس:

حمید منزل نمبر ۸۹ انارکلی لاہور (فون ۵۲۷۸۳)

برانچیں:

لوہا مارکیٹ، لاہور

77, KMC گارڈن مارکیٹ، لارنس روڈ، کراچی

(فون ۷۸۵۶۴)

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔